ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کرنیوالا واحد اور اکیلا اخبار ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۰۶

ضوابط

(۱) عوام سے سالانہ عمر شاہی عہ

۲۔ امرائے عظام سے امتیازی قیمت

پانچ روپیہ

علاوہ اس کے جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے اصحاب کے اسمائے گرامی اخبار کی فہرست میں درج ہونگے۔

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔

(۴) حضرت بابا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی ۔

KHILAFAT LIBRARY

۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان | نمبر ۱۰

درخواست بصدر صفحہ

ضخامت ۲۵۰ صفحہ

سوانحعمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

شروع پیدائش سے لیکر تادم اخیر باوا صاحب کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے آج سے چار سو سال پیشتر ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندوؤں کے ان مایۂ ناز عقاید۔ ۱۔ وید اور پران۔ ۲۔ ہندوؤں کے تیرتھ و مقدس مقامات۔ ۳۔ زنار بندی۔ ۴۔ مورتی پوجا۔ ۵۔ مسئلہ اوتار۔ ۶۔ مسئلہ چھوت چھات۔ ۷۔ دیوی دیوتا کی پوجا۔ غرضیکہ ہندوؤں کے کل مسلمہ عقاید کی تردید کی۔ اور برخلاف اس کے توحید کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ملائکہ پر ایمان۔ قیامت پر ایمان۔

غرضیکہ مسلمانوں کے کل مسلمہ اور معتبرہ عقائد کی نہ صرف زبان سے تائید بلکہ عملی نمونہ سے اسلام کے ان مسلمہ عقائد پر عمل پیرا ہونے۔ ایک ایک عقیدہ کے لئے گرنتھ۔ جنم ساکھی۔ واراں بھائی گورداس جی ایسی مسلمہ کتب سے حضرت باوا صاحب کے متعدد زبردست اقوال پیش کئے گئے ہیں۔

اسوقت علاوہ پنجاب کے سندھ اور ہندوستان میں بھی حضرت باوا صاحب کے لکھو کہا عقیدتمند ہیں جن میں یہ سوانحعمری انشاء اللہ تعالےٰ اشاعت اسلام کے لئے ایک بے نظیر ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے لئے ہزارہا صفحات پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔ اور کمال محنت شاقہ سے یہ نایاب کتاب تیار کی گئی ہے۔ ۱۸×۱۲ کے سائز پر ۲۵۰ صفحات کی کتاب ہے۔ کاغذ ڈمی ڈبل۔ لکھائی اعلیٰ۔ چھپائی عمدہ۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ۱۲ر ۔ مجلد ۱۴ر

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور ۔ قادیان۔ دارالامان

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپکر شیخ محمد یوسف صاحب کے لئے قادیان سے شائع ہوا

سکھوں آریوں عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے نور بک ڈپو کی نہایت ہی عمدہ اور سستی کتابیں

KHILAFAT LIBRARY

آریہ دھرم کا بول:۔ یہ وہی مختصر بنظیر اور جامع کتاب ہے جو ہو بہو آریہ سماج کی کل مسلمہ اور مستند کتب کا فوٹو اور بول ہے اول ۱۹۱۱ء میں اس کا پہلا ایڈیشن چھپا اور اب پھر دوبارہ کمال صحت اور عمدگی کے ساتھ دوسرا ایڈیشن طبع ہوا اس بنظیر کتاب کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ ایک معزز و مکرم سکھ سردار نے ۳۰۰ کاپیاں خرید کر اپنے دوستوں میں مفت تقسیم کیں قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۔

دوستوں کو چاہیے کہ ایسی بنظیر کتاب کو دفتر نور سے خرید کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں

جھوک مہدی والی:۔ پنجابی لوگوں میں سلسلہ کی تبلیغ کرنے کے لئے ایک بنظیر کتاب ہے یہ وہ شہرہ آفاق کتاب ہے آج جس کا گھر گھر چرچا ہے اور جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا ہے اور اب دوسرا ایڈیشن کمال صحت عمدہ خط اور عمدہ چھپائی کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ پنجابی نظم کمال کی دلکش اور دلربا ہے قیمت صرف ۔ر پون آنہ

سوہنگلا:۔ ایک مذہبی دلچسپ اور پُر لطف ناول جسکا روح اور مادہ کی ازلیت اور ابدیت کا کھنڈن رد تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں تناسخ کے بُرے سے بُرے نتائج کو ایسے پیرایہ میں دکھایا ہے جس کو پڑھ کر سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا آتے ہیں طرز تحریر ایسا کہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی لیکر بیٹھے تو ختم کئے بغیر چین نہیں آتا قیمت صرف ۰۲ر رعایتی ۱ر بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔

ثبوت واجب الوجود:۔ ہستی باری تعالیٰ پر ایک دہریہ کے سخت اعتراضوں کا بدلائل عقلی و نقلی نہایت لطیف فلسفانہ و منطقیانہ عام فہم اردو میں بحوالہ قانون قدرت نرالی طرز کا دلچسپ جواب جو معقول عام ہوا ہے

اصلی قیمت ۶ر

رعایتی ۳ر

وہ کتاب جسکو حضرت خلیفۃ المسیح ؑ نے بہت ہی

پسند فرمایا

یعنی

قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تحریر فرماتے ہیں

"میں نے قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم کو

کمال دلچسپی سے پڑھا۔ مجھے بہت پسند آئی۔

اور مجھے اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔"

سمجھو کہ یہ لاکھ شہادتوں کی ایک شہادت ہے۔ اور قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم وہ بے نظیر کتاب ہے جس میں ویدوں شاستروں۔ مہابھارت۔ رامائن۔ غرضیکہ ہندو دھرم کی کل مسلمہ کتب کا خلاصہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ گویا یہ کتاب ہندو مذہب کا فوٹو ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے چوٹی کے اخبارات نے بھی اس بے نظیر کتاب پر نہایت ہی اعلیٰ ریویو فرمائے ہیں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح کے ریویو کے سامنے جو مذہب اسلام کا بے نظیر عالم مسیحی مذہب کا فاضل اور ہندو مذہب کا اعلیٰ پایہ کا دوان تھا جب وہ اس کتاب کے متعلق یہ بنظیر رائے دیتا ہے۔ **کہ مجھے یہ کتاب بہت ہی پسند آئی اور اس کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی**۔ تو سمجھ لو کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ ۱۸×۲۲ سائز کی ۱۶۰ صفحات کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت صرف ۸ر۔

درخواست جلد بھیجئے۔ کیونکہ اب بہت تھوڑے نسخے باقی ہیں۔

مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

تدبیر:۔ اس وہم ملک سے دور کرنے کے لئے کہ تدبیر اور کوشش ہمت سے کچھ نہیں ہو سکتا بحث تقدیر تدبیر توکل کو بطور ناول سوال و جواب کے سلیس اردو میں لکھا ہے اور جملہ اعتراضات جو اس دقیق مسئلہ میں پیدا ہوتے ہیں بطریق فلسفیانہ حل کر کے فوائد تدبیر و نقصانات چھوڑنے تدبیر کو مدلل اور دلچسپ پیرایہ میں دکھایا گیا ہے اور بحث نہایت عجیب اور قابل دید ہے قیمت ۶ر رعایتی ۱۳ر

بھارت برکشک:۔ تخل اسلام و دھرم پال کا جس میں اسلام پر محض جھوٹے و ناپاک الزام لگا کر اہل اسلام کی سخت توہین و دل آزاری کی تھی۔ محققانہ و مورخانہ دندان شکن جواب جسکا ہر ایک مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے اور نہایت ضروری ہے کیونکہ اس میں آریوں کے جملہ اعتراضوں کا کلتہ رد تردید کی گئی ہے اور کی جا سکتی ہے اور ویدوں میں جو تمام طور پر تعلیم مخلوق پرستی کی موجود ہے اس کو صراحتاً ثابت کیا گیا ہے اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

رنگین قطعات

حضرت اقدس علیہ السلام کے پاک اشعار کو لطیف و رنگین پیرایہ میں چھپوایا گیا ہے۔ مومن کی نشستگاہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی سجاوٹ کا کام دیتا ہے۔

اصلی قیمت فی ۱ر رعایتی ۰ر

حضرت مسیح کی آمد ثانی۔ ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں مسیحی مذہب پر مدلل اور معقول روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اخیر پر از روئے دلائل حقہ اس امر کو آشکارہ کیا گیا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کے لئے صرف اسلام ہی نجات دینے والا ہے اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر

نیر اسلام یہ بھی ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف ہے جس میں مدلل طریقہ کے ساتھ مسیح اور اسلام ازم کا مقابلہ کیا گیا ہے اور اخیر پر از روئے دلائل اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ نجات دینے والا صرف اسلام ہی ہے کتاب کیا ہے۔ اسلام اور آریہ مذہب کے پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ اصلی قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نُور قادیان

۳۔ مارچ ۱۹۱۶ء

KHILAFAT LIBRARY

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل آپ فرماویں گے کیا

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔

پیارو! مدت کے بعد میں یہ دردمند داستان آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ دوست تو دوست دشمن بھی اس امر کو مانتے ہیں۔ کہ نور جس احسن اور ابلغ طریقہ سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمندوں میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بجا لا رہا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ خدا لاکھ لاکھ برکتیں بھیجے حضرت مسیح موعود کو جن کے طفیل سے یہ مدت سے چھپی ہوئی سچائی ظاہر اور آشکارہ ہوئی۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ اور مسلم تھے۔

اب اس کے بعد خاکسار ایڈیٹر نور نے گرنتھ اور جنم ساکھی اور واراں بھائی گورداس جی اور دیگر سکھ مذہب کی مسلمہ کتب کے متعدد حوالجات سے اس امر کو ایک اور ایک دو کی طرح آشکارہ اور اظہر کر دیا۔ کہ حضرت باوا صاحب اسلام پر دلدادہ و شیدا تھے۔ تمام ہندوستان کے مسلم پریس پر نظر ڈالکر دیکھ لو چراغ لیکر تلاش کرو۔ آپ کو کوئی پرچہ نہیں دکھائی دیگا۔ جو اس اہم ترین فرض کو ادا کر رہا ہو۔ یہ خوبی صرف نور اور محض نور میں ہی پاؤ گے۔ اسوقت غیر ادیان میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بجالانا ہمارا فرض اولیٰ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی نمایاں اور اہم فرض نہیں ہو سکتا۔ مگر دیکھو کہ نور کس احسن اور ابلغ طریقہ سے اس فرض کو بجا لا رہا ہے۔ اس وقت دوست تو دوست دشمن بھی اور اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس امر کے معترف ہیں۔ کہ صرف نور ہی اس فرض کو بہ احسن وجوہ بجا لا رہا ہے اور نور نے اپنے فرض کو یہاں تک ہی محدود نہیں رکھا۔ علاوہ بریں نور بہت سے سکھ اور نانک پنتھیوں کے نام مفت بھیجا جاتا ہے۔ جس سے وہ لوگ نہایت عمدگی سے نور کے مضامین سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

خدا کے فضل سے ان میں سے اکثر اسلام کے بہت قریب آ رہے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ امر نقش ہو رہا ہے۔ کہ ہمارے پیشوا کا کیا مسلک اور طریقہ تھا۔ البتہ بال بچوں اور رشتہ داریوں کے بندھن ایک حد تک ان کے راستہ میں حائل ہیں۔ مگر میرے خدا کے آگے کوئی بڑی بات نہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ وقت قریب آ رہا ہے۔ جب یہ لوگ سچائی کے قبول کرنے کے لئے ان رکاوٹوں اور روکوں کی کچھ پرواہ نہیں کریں گے۔

چونکہ آج کل نور کا فنڈ بہت مقروض ہے۔ اس لئے کئی دفعہ میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ ان نانک پنتھیوں اور سکھ دوستوں کے نام سے جنہیں پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے بند کر دیا جاوے۔ مگر پھر دل نے ملامت کی۔ کہ ایک عرصہ کی لگاتار کوشش اور محنت سے جب ایک حد تک حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے وہ اسلام کے بہت قریب آ رہے ہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ کہ ایسی حالت میں پرچہ ان کے نام سے بند کیا جاوے۔ اس لئے باوجود اس قرضہ اور تنگی کے مشکلات کے بھی پرچے ان لوگوں کے نام برابر جاری رہے ہیں۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام ہم سب کا مشترکہ فرض ہے۔ اور پھر خدا کے فضل سے یہ امر بھی آپ لوگوں پر ہر طرح اظہر اور روشن ہے۔ کہ اسوقت تمام ہندوستان میں صرف نور ہی ایک ایسا پرچہ ہے۔ جو حضرت باوا نانک صاحب کے عقیدتمندوں میں تبلیغ اسلام کے اہم ترین فرض کو بہ احسن وجوہ بجا لا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ فضل ہے۔ کہ خاکسار ایڈیٹر نور سکھ صاحبان کی مذہبی کتب پر بخوبی عبور رکھتا ہے۔ دوست و دشمن سب اس امر کے بخوبی قائل اور معترف ہیں۔ اور علاوہ بریں آپ لوگ اس امر کے بھی دلدادہ اور متمنی ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں میں تبلیغ اسلام کے اہم ترین فرض کو بہ احسن وجوہ بجا لانا اشد ترین ضروری اور واجبی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کار خیر میں خاکسار ایڈیٹر نور کا ہاتھ نہیں بٹاتے۔ ایک بیچارے ایڈیٹر نور میں کہاں تک یہ طاقت ہے۔ کہ وہ خاص مقدار میں سکھ صاحبان کے نام نور کے پرچے اور ٹریکٹ وغیرہ مفت بھیجتا رہے۔ اشاعت اسلام ہم سب کا مشترکہ فرض ہے۔ کیا آپ کا فرض اور حق نہیں ہے۔ کہ آپ اس کار خیر میں خاکسار ایڈیٹر نور کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اشاعت اسلام کا کام نہیں ہے۔ تو خدارا اس سے بھی آپ مجھے مطلع فرمائیں۔ اور اگر آپ کا دل اس امر کو محسوس کرتا ہے۔ کہ سکھوں میں اشاعت اسلام ایک اہم ترین فرض ہے۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کا دل بطریق اولیٰ اس امر کو پسند نہ کرے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود نے اس امر کو اپنے حال و قال سے ظاہر فرما دیا۔ کہ سکھوں میں اشاعت اسلام ایک ضروری اور اہم فرض ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے حضور کی سب سے آخری تصنیف بھی حضرت باوا صاحب کے اقوال پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دل میں حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں میں اشاعت اسلام کی کسقدر زبردست خواہش تھی۔ اور پھر علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ نے خاکسار سے ایک ضخیم کتاب دو صد صفحات کی سکھوں میں تبلیغ کے لئے لکھوائی۔ اور اس کتاب کا سب روپیہ حضرت صاحب نے اپنی گرہ سے دیا۔ اس سے بھی آپ اندازہ لگا لو۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آپکے خلفاء کرام کے دل میں اشاعت اسلام کی کسقدر زبردست اور اہم ترین خواہش تھی۔

اس وقت بڑوں اور چھوٹوں کے دل اس امر کو کماحقہ مانتے ہیں۔ کہ نور بہ احسن وجوہ اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں میں بجا لا رہا ہے درحقیقت یہ ایک قوم کا بوجھ ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپکے خادم ایڈیٹر نور نے اپنے کمزور کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ پچھلے سال بہت سے اردو۔ ہندی۔ ناگری کے ٹریکٹ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم کئے گئے۔ اور اس کے علاوہ نور کے پرچوں کی ایک خاص مقدار سکھ صاحبان میں مفت بھیجی جاتی ہے۔ اور نور نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمندوں میں بے نظیر کام کیا اور کر رہا ہے۔ نور کا فنڈ مقروض ہے۔ کیا ایسی حالت میں آپ لوگوں کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ آپ ایسے آڑے وقت میں خاکسار ایڈیٹر نور کا ہاتھ بٹائیں۔ آپ کب تک خاموشی کے ساتھ ایڈیٹر نور کو آزمائیں گے۔ اگر آپ کی سرد مہری اور لاپرواہی کے باعث نور آپکی آنکھوں سے خدانخواستہ اوجھل ہو گیا۔ اور تو کچھ نہیں مگر ؎

یاد آئیگی تجھے میری وفا میرے بعد

مگر بعد میں کیا فائدہ جب مر چکے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اگر آپ کا دل محسوس کرتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب کے عقیدتمندوں میں اشاعت اسلام ضروری ہے۔ اگر آپ کا دل مانتا ہے۔ کہ خاکسار ایڈیٹر نور اس فرض کو بہ احسن وجوہ نبھا رہا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس آڑے وقت میں آپ خاکسار اڈیٹر نور کی اعانت اور امداد کے لئے اپنے ہاتھوں کو نہیں بڑھاتے؟

آپ جانتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام سے بڑھ کر اس وقت اور کوئی ضروری کام نہیں ہو سکتا۔ اس کام کے لئے کئی نبیوں اور مقدسوں نے اپنی زندگیاں صرف کیں۔ عزت مال و جان کی پرواہ نہ کی۔ وطن چھوڑ دیئے۔ اور اسقدر دکھ دیئے گئے۔ کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہی امر تمام عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد رہا۔ کون ایسا مسلمان ہے۔ جو آنحضرتؐ کے مقصد میں مدد دینا اپنا ایمان و فرض نہیں سمجھتا اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ اضعافاً کثیراً۔ کون مسلمان ہے۔ جو اللہ کی راہ میں قرض حسنہ دے۔ تو اللہ اسے کئی گنا بڑھ کر ثواب نہ دے۔ پس دینی امداد سے بڑھ کر اور کونسا قرض حسنہ ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے دین کے لئے خرچ کیا جاوے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اخبار کی باقاعدہ اشاعت کے لئے اور غیر اقوام میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو پیش نظر رکھ کر اس بے نظیر اخبار کی امداد میں جان و مال سے دریغ نہ کرے۔ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا واحد ذریعہ ہے ؛

اور جسطرح ہم نے ٹھان لیا ہے۔ کہ جب تک جسم میں جان ہے، انشاء اللہ تعالےٰ اس اخبار کے اجراء اور اشاعت اسلام میں ہرگز دریغ نہ کریں گے۔ اسی طرح ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایسے مجاہد پرچہ کو جو سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بہ احسن وجوہ بجا لا رہا ہے۔ کی اعانت میں درمے۔ قدمے سخنے دریغ نہ کرے ؛

عیسائی لوگ صرف معمولی چندوں سے کروڑوں روپیہ اکٹھا کر کے اپنے مذہب کی ساری دنیا میں اشاعت کر رہے ہیں۔ مفت کتابیں اور رسالے اور اخبار میں تقسیم کرتے ہیں آریہ صاحبان نے بنارس میں مسلمانوں کے خلاف ٹریکٹ شائع کرنے کے لئے ایک باقاعدہ سوسائٹی مقرر کی ہے۔ جس نے سال سابقہ میں ۱۵۴۸ روپیہ ٹریکٹوں پر خرچ کئے گورو کل جیسپر لاکھوں روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ وہاں کے طلباء کو صرف ادیان غیر اور خصوصاً اسلام کے لئے تیار کیا جا رہا ہے ؛

نور جس احسن اور بلیغ طریقہ سے آریوں کے حملات کو روکتا اور ان میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو بجا لا رہا ہے۔ اپنے و بیگانے سب اس امر کو مانتے ہیں۔ کہ یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نور کے قبولیت کا اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت ہو سکتا ہے کہ سکھوں کے متعلق مضامین کو آریوں نے اپنے اخبارات میں لیا۔ اور آریوں کے متعلق مضامین کو سکھوں نے اپنے اخبارات کے لیڈنگ کالموں میں جگہ دی مگر ایسا بے نظیر پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے۔ وہ اس کس مپرسی کی حالت میں ہو۔ کہ قرضہ کا بوجھ اسے دن بدن دبا تا جائے اور اس کی ہستی کے بھی لالے پڑ جائیں۔ تو بتلاؤ اس سے بڑھ کر اور کونسا افسوس دہ امر ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی اللہ کا بندہ ہے۔ جسکا دامن غیرت دین کھینچ لے۔ اور اس اخبار کی سرپرستی اپنے ذمہ لے کر جنت فردوس انعام میں حاصل کرے ؛

ہم اس اخبار سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہیں کرنا چاہتے صرف غیرت اسلام نے ہمارا دامن دل پکڑا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ تن من دھن سے اس اخبار کی مدد کرے چندہ سے قرض حسنہ سے مدد دے اور اجر عظیم حاصل کرے ؛

ایسے آڑے وقت میں جبکہ ایک طرف نور کی اشاعت قلیل ہے دوسری طرف ایک خاصی مقدار غیر مسلموں میں بغرض تبلیغ اسلام جاتی ہے۔ تو دریں حال آپ کی اعانت اور مدد کا سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔

اسوقت آپ اس کی مدد تین طریقوں سے کر سکتے ہیں۔

جو دوست صاحب استطاعت ہیں۔ وہ اپنی گرہ سے حسب توفیق عطا فرما کر نور کے متعدد پرچے جو سکھ صاحبان میں بغرض تبلیغ اسلام مفت جاتے ہیں۔ اس اہم ترین اشاعت اسلام کی غرض میں خاکسار ایڈیٹر نور کا ہاتھ بٹائیں۔ پچھلے سال عنہ ۲۰ روپیہ جناب مرزا محمد احسن بیگ صاحب نے اور عنہ ۱۰ روپیہ جناب مولوی محمد رمضان صاحب ہیڈ ماسٹر نے اس مد میں عطا فرمائے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء باقی دوستوں نے اس ضروری فرض کی طرف قطعی توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ نور تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے ؛ ضرورت ہے کہ ذی استطاعت احباب اشاعت اسلام کی اس اہم ترین غرض کی طرف توجہ فرماویں اور حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں میں جو نور کے پرچے مفت جاتے ہیں۔ اس میں اعانت فرما کر لقد ضل اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ اضعافاً کثیراً کے وارث بنیں۔ میں دیکھونگا کہ اس کار خیر میں پہلی لبیک کس خدا کے بندے کی ہوتی ہے۔

دوم ۲ ضرورت ہے۔ کہ نور کا ہر ایک خریدار اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم دو دو خریدار دیدے۔ وہ کون سے دوست ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور ایسے بے نظیر پرچہ کی خریداری کے لئے کہا جاوے اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے اسوقت اپنے اور بیگانے نور کے کام کے بفضل ایزدی بحیل معترف ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ نور کے ناظرین نور کی توسیع اشاعت میں غیر معمولی توجہ کو کام میں لاویں۔ ایک دوست دوسرے دوست کے ساتھ میلہ وغیرہ پر جانے کے لئے بھی دو چار روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ تو کیا جب کسی بھی خواہ دین کو نور جیسے بے نظیر پرچہ جو تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کے لئے ایک واحد ذریعہ ہے۔ کی خریداری کے لئے کہا جاوے۔ تو بھلا کونسا دوست ہوگا۔ جو انکار کر دے۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

میں دیکھوں گا۔ کہ اس کار خیر کی طرف کسقدر دوست توجہ فرماتے ہیں۔ اور سب سے پہلی لبیک کس دوست کی ہوتی ہے۔

سوم ضرورت ہے کہ نور کے ناظرین حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوا لخمری جو ۲۵۰ صفحات کی ہے۔ اور جس میں کمال وضاحت اور صراحت کے ساتھ گرنتھ اور جنم ساکھی اور واراں بھائی گورداس جی اور سکھ صاحبان کی دیگر مسلمہ کتب سے اس امر کو آشکارہ اور مبرہن کیا گیا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندوؤں کے کل عقائد مثلاً وید سمرتی پران کو ماننا۔ زنار بندی مردہ کو جلانا۔ تیرتھوں پر جانا۔ اوتار کا عقیدہ سندھیا گایتری۔ چھوت چھات ۔ غرضیکہ ہندوؤں کے کل مسلمہ عقائد کے مخالف تھے ؛

اور برخلاف اس کے توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکواۃ کلمہ طیبہ۔ قرآن شریف پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان۔ غرضیکہ اسلام کے کل عقائد کے دل وجان سے گرویدہ اور شیدا رتھے۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ اس سوا لخمری کے کل حوالجات سکھ صاحبان کی نہایت ہی معتبر اور مسلم کتب سے لئے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ سوا لخمری حضرت باوا صاحب کے کل عقیدتمندوں میں خواہ وہ پنجاب میں ہوں یا سندھ میں۔ یوپی میں ہوں یا بنگال اور دکن میں اشاعت اور تبلیغ اسلام کا بے نظیر ذریعہ ہے۔ اور ساتھ ہی بے نظیر تصنیف ہم مسلمانوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔

غرضیکہ اس مفید ترین کتاب کی اشاعت ہم خرما وہم ثواب کا موجب ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ نور کا ہر ایک بہی خواہ ناظر اس مفید ترین کتاب کی دو دو کاپیاں خرید لے۔ ایک اپنے مطالعہ کے لئے اور ایک کسی سکھ دوست کو بطور تحفہ کے لئے۔ اس سے ایک تو حضرت باوا صاحب کے عقیدتمندوں میں اشاعت اسلام کی اہم ترین غرض پوری ہوگی۔ اور دوم اس آڑے وقت میں ایک بھائی کی اعانت ہو جائیگی۔ غرضیکہ یہ کار خیر ہم خرما وہم ثواب اور ایک کرشمہ دو کار کا موجب ہے۔

میں دیکھوں گا۔ کہ کس قدر دوست اس کار خیر میں خاکسار ایڈیٹر نور کی اعانت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا کر ہم خرما وہم ثواب کے وارث بنتے ہیں ؛ والسلام

کملی والے یہ عجب گیت سنایا تُو نے

از جناب لالہ لال چند صاحب فلکؔ

نغمۂ وحدت حق دہر میں گایا تُو نے
کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
رب بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکہ
نقش اوہام پرستی کو مٹایا تو نے

پڑ گئے ماند سبھی شرک و خودی کے اختر
مہر توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے
جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق
مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے
باہمی نفرت و کینہ تھا وتیرہ جن کا
انس و الفت کا سبق انکو پڑھایا تو نے

خواب غفلت میں پڑے سوتے تھے کی مدنی
لب اعجاز سے قم کہہ کے اٹھایا تو نے
آ گئے حلقۂ اسلام میں انصار و یہود
جلکے آسن جو مدینہ میں جمایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاک ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اڑایا تو نے

دخترِ حارثِ غمگین کو رہائی بخشی
قید پُر غم سے غلاموں کو چھڑایا تو نے
کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے
گنبد و سقف فلک گوش زمیں گونج اٹھے
کوس توحید عرب میں جو بجایا تو نے

(زمیندار)

شذرات

شدھی کے متعلق مہاشہ "مسافر" کی ڈینگ

مہاشہ مسافر نے اپنے ۲۸ فروری کے پرچہ میں یہ ڈینگ ہانکی ہے کہ ۱۹۰۹ء میں قلم کا میدان مخالفین سے بالکل خالی ہو گیا تب مسافر نے شدھی کا جھنڈا ملک میں بلند کرنے کے لئے کمر باندھی"۔

ویسے تو ہر ایک اخبار نویس کو یہ حق ہے۔ کہ وہ جو چاہے اپنے اخبار میں لکھے۔ مگر ایک صریح امر پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا زیادہ دیر کے لئے لوگوں کو بے خبر نہیں رکھ سکتا۔ آریہ سماج کا مایۂ ناز مسئلہ شدھی ہے۔ جسپر مسافر آگرہ کے ایڈیٹر نے اس قدر فخر اور ناز کیا ہے۔ مگر خاکسار ایڈیٹر نور عرصہ سے یہ لکھ رہا ہے کہ جس مسئلہ شدھی کا ہمارے دوستوں کو اسقدر ناز ہے۔ ان کی کتابوں میں اسکا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ اور جس چیز کا ذکر اشارتاً اور کنایتاً بھی ان کی کتابوں میں نہ پایا جائے۔ اور نہ ہی بزرگان سلف نے اسطرف عملی قدم اٹھایا۔ اس امر کے متعلق لوگوں کو دعوت دینا یہ مہمانوں کے ساتھ مخول اور ہنسی نہیں۔ تو اور کیا ہے عدم شدھی پر اس اخبار میں بھی دسواں نمبر شائع ہوا ہے۔ اگر مسافر آگرہ کے ایڈیٹر میں کچھ جرأت ہے۔ تو وہ ان پیش کردہ اثبات کا جواب دے۔ ورنہ اس دعوے بے دلیل سے دست بردار ہو جائے۔ جسکا ذکر ان کی کتابوں میں نہیں ہے ؛

مہاتما منشی رام کا خیال مسافر آگرہ کے متعلق

مہاتما منشی رام صاحب نے اپنے ۳ دسمبر کے سیتہ دھرم پرچار پک میں یہ لکھا ہے کہ "مسافر آگرہ اپیلوں میں سے دو چار ہزار روپیہ کمانے کی غرض اپنے چیلوں سے ایسا لکچر دلواتا ہے۔ جن سے ہندو مسلمانوں میں فساد ہو آریوں پر مقدمہ چلے اور انہیں روپیہ کھانے کو ملے"۔

ہم اس کی سچائی اور عدم سچائی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ مگر مہاتما منشی رام کا اپنے اخبار میں کھلے بندوں مسافر پر

یہ الزام لگانا سننے والوں کے لئے چونکا دینے والا امر ضرور ہے کسی جماعت میں جھگڑہ فساد دیکھ کر کوئی امن جو خوش نہیں ہو سکتا بہتر ہو کہ کوئی با اثر آدمی دونوں میں صلح صفائی کرا دے ورنہ ہر ایک بات کی ابتدا بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ اور انتہا کا کچھ پوچھے ہی نہ ؛

مہاتما منشی رام کے کس لفظ نے مسافر آگرہ کو تکلیف دی

مسافر آگرہ اپنے ۴ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ "لالہ منشی رام نے پنڈت جی کو دل کھول کر مکار اور دغیرہ کے ناموں سے یاد کیا ہے"۔

ہم پہلے اس امر کا اظہار کر چکے ہیں۔ کہ ایک ہی جماعت میں ایک آدمی کا دوسرے پر یہ الزام لگانا افسوس دہ امر ہے۔ مگر ستیارتھ پکاش میں سوامی دیانند صاحب نے اس قسم کے لفظ سے ہندوستان کی ایک واجب الاحترام بزرگ کو بھی یاد کیا ہے۔ اگر باور نہ ہو۔ تو ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم صفحہ ۶۴۴ کی سطر ۱۳ میں ملاحظہ فرما دیں۔ اس کے متعلق ہم اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آنچہ خود پسندی بہ دیگراں پسند ؛

کیا آریہ دوست مسافر آگرہ کو گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ایشور کا بھجن کرنے دیں گے؟

مسافر آگرہ اپنے ۴ فروری کے پرچہ کے صفحہ ۲ پر لکھتا ہے۔ کہ "ہم آج آریہ سماج کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہم ان کے فیصلہ کو اپنے لئے ناطق سمجھیں گے۔ اور بلا چون چرا اس کی تعمیل کریں گے۔ اگر آریہ بھائی تمام واقعات و مسافر کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیں۔ کہ واقعی ہماری خدمت کی اب آریہ سماج کو ضرورت نہیں ہے۔ تو ہم پرتگیا (عہد) کرتے ہیں۔ کہ ہم ان کا حکم پاتے ہی مسافر کو بند کر دیں گے۔ اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ایشور کا بھجن کریں گے"؛

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے آریہ دوست مسافر آگرہ کو گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ایشور کا بھجن کرنے دیں گے۔ یا نہیں۔ دیکھیں آریہ سماج کی طرف سے اس کا کیا جواب ملتا ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

مردہ کا جلانا اچھا ہے یا دفنانا

رہبر مراد آبادی لکھتا ہے کہ "ایک لاش جو وقت گھی چندن کستوری اور دیگر خوشبودار چیزیں ڈالکر جلائی جاتی ہے تو اس کی بدبو ان خوشبویات سے ملکر بدبو نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ اگر آپ کو گیسوں کے بننے کا علم ہوتا۔ تو آپ مان لیتے۔ کہ جلانا دفنانے سے اچھا ہے"۔

نور۔ ذرا آپ اپنے مذہب کے کسی عالم سے پوچھیں۔ کہ آپکے ہاں سنیاسی مہاتماؤں اور تارک الدنیا سادھوؤں کو جلایا جاتا ہے یا دفنایا جاتا ہے۔ دوئم آپ کا یہ کہنا کہ ایک لاش جب گھی چندن کستوری کے ذریعہ جلائی جاتی ہے۔ تو اس کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ اس لئے جلانا اچھا ہے بہ نسبت دفنانے کے۔ یہ منطق عجیبہ اپنے اندر کمال تمام رکھتی ہے۔ اس جگہ جلانے کی بدبو کو اڈیٹر رہبر نے خود تسلیم کیا ہے ہاں ساتھ ہی یہ کہدیا۔ کہ گھی چندن اور کستوری کے خوشبویات لاش کی بدبو کو کم کر دیں گے اب ایک لاش کے جلانے کے لئے کم از کم ڈیڑھ دو صد روپیہ کا چندن کستوری اور گھی چاہیئے۔ تو کہیں جا کر بدبو کم ہو۔ جو اس قحط سال میں جبکہ غربا کو گھی کھانے کے لئے بھی نہیں ملتا۔ اور اکثر ایسے غربا نکلیں گے جنہوں نے کبھی کستوری ایسی بے بہا اور بیش قیمت چیز کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ وہ آگ میں جلانے کے لئے گھی اور کستوری کہاں سے لائیں گے۔ اب اس کے مقابلہ میں دفنانے پر کیا خرچ ہوگا۔ صرف چند پیسے۔ مہاشہ جی سچ کہنا۔ ہر دو میں کونسا اصول غربا اور امراء کے لئے یکساں قابل عمل ہے ؛

پیغام صلح کی نظر عنایت سے آخر بچارہ ایڈیٹر نور بھی نہ بچ سکا

پیغام صلح کا شیریں زبان ایڈیٹر لکھتا ہے۔ "ایڈیٹر نور نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ جب حضرت امیر قادیان گئے۔ تو شیخ صاحب خود بخود انہیں ملنے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ ان کے بلوانے پر آئے۔ یہ صریح جھوٹ ہے"؛

جھوٹ بولنے کا الزام لگا دینا بہت آسان ہے۔ مگر اس کو ثابت کرنا کارے دارد۔ مہرالدین ملازم لنگر خانہ ابھی زندہ ہے جس نے مجھے آکر یہ کہا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب آپ کو باغ میں بلاتے ہیں۔ اس کی گواہی بھی اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ معلوم نہیں کہ اس بات پر ایڈیٹر پیغام صلح کا مجھے کونسا دیانت اور شرافت ہے۔

پھر پیغام صلح کے شیریں زبان اڈیٹر نے یہاں تک ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ بے چارے ایڈیٹر نور کو اپنی سرکار سے یہ خطابات عطا فرمائے ہیں۔ اسلام سے منحرف۔ بے شرم۔ مشرک بے حیا۔ بت پرست۔ پھکڑ باز صریح جھوٹ بولنے والا۔ دروغ گو ؛

میں گالیوں کا جواب گالیاں نہیں دینا چاہتا۔ کیونکہ گالیاں دینا شرفا اور نیک فطرت لوگوں کا کام نہیں ہوتا۔ اگر میں بھی گالیوں پر اتر آؤں۔ تو پھر ایڈیٹر نور اور ایڈیٹر پیغام صلح میں فرق ہی کیا رہ جائیگا ؛

کسی صورت سے تو اے جاں تمہارا نکلے
گالیاں اور بھی دو چار سنا دو مجھ کو

شہادت کس کے ماتھے پر دروغگو ہونے کا لیبل چسپاں کرتی ہے

میاں مہرالدین جو مجھے بلانے کے لئے آیا۔ جسکا حوالہ اوپر کے نوٹ میں دیا گیا ہے۔ اسکی گواہی درج ذیل ہے۔

"میں جا رہا تھا۔ مجھے کمیٹی والے منشی نے کہا۔ کہ ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کو مولوی محمد علی صاحب نے بلایا ہے۔ انہیں جا کر بلا لاؤ۔ اس لئے میں نے ماسٹر صاحب کو آکر کہا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب باغ میں آپ کو بلاتے ہیں"۔

(مہرالدین)

میرے سامنے یہ الفاظ مہرالدین نے کہے۔ گواہ شد مستری فضل کریم

اب خدا کے لئے ایڈیٹر پیغام صلح اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے۔ کہ کاذب اور دروغ کا لیبل کس کے چہرہ کو زینت دے رہا ہے ؟

آہ ڈاکٹر الٰہی بخش

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب قریباً ایک ہفتہ بعارضہ نمونیا بیمار رہکر ۲۷ فروری بروز جمعرات کو اس دنیا سے کوچ کیا اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے آپ درجہ اول کے سب اسسٹنٹ سرجن تھے۔ آپکو حسن خدمات کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ نے ۵۵ ماہوار پنشن دی۔ پنشن کے بعد ہجرت کرکے آپ قادیان ہی آرہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول مرحوم کی بیماری میں آپنے حضور کا علاج اور خدمت اس اخلاص اور محبت سے کی۔ کہ حضور النور عموماً دوستوں کی مجلس میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو خاکسار ایڈیٹر نور سے بہت محبت تھی جب کبھی میں پانچ سات روز کے بعد آپکو ملتا تو دریافت کرتے کہ آپ آجکل کہاں رہتے ہیں۔ اگر بیماری کا سبب ہوتا تو آپنے کہنا کہ مجھے کیوں آپنے خبر نہ دی۔ ✻

KHILAFAT LIBRARY

کسی کی نسبت بدظنی نہ کرو کسی کو اپنی نسبت بدظنی کا موقعہ ندو

صحیح بخاری میں حضرت امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام سے مروی ہے۔ کہ ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ ایک بار ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مسجد میں معتکف تھے۔ میں رات کے وقت آپ سے ملنے آئی۔ کچھ باتیں کرکے میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ لوٹنے لگی۔ تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اور مجھ کو گھر پہنچانے کو چلے۔ ان دنوں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اسامہ بن زید کے مکان میں رہتی تھیں۔ رستہ میں دو انصاری آدمی اسید بن حضیر اور عبادہ بن بشر ملے۔ انھوں نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ تو لحاظ کے مارے۔ کہ آپکے ساتھ زنانہ ہے۔ چل دیئے۔ آپنے ان کو پکار کر فرمایا۔ علی رسلکما انھا صفیۃ بنت حیی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ قال ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما سوءً۔ ذرا ٹھہرو یہ عورت جو میرے ساتھ ہے۔ میری بی بی صفیہ بنت حیی ہے۔ کوئی غیر عورت نہیں۔ انھوں نے عرض کی۔ سبحان اللہ یا رسول اللہ بھلا آپ پر ہم ایسی بدظنی کریں گے۔ آپنے فرمایا۔ نہیں یہ بات نہیں۔ تم تو مسلمان ہو۔ مگر میں نے خیال کیا۔ کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے ✻ میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈالے ✻

غور کرو بہت سی بدظنیاں انسان کو گنہگار کردیتی ہیں۔ پہلے تو انسان کسی کے حق میں بدگمانی کرتا ہے۔ پھر اس کی بدیاں تلاش کرنے لگتا ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے اپنے متبعین کو ہدایت فرمائی۔ کہ بدظنی سے محترز ومجتنب رہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے ✻

یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم (پ ۲۶ س الحجرات ع ۲/۴)

مسلمانو لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض شک داخل گناہ ہیں ✻

حدیث مرقومہ بالا کا یہ مفاد بھی ہے۔ کہ انسان کو اپنے طریق عمل سے غیر کو اپنی نسبت بدظنی کا موقع نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ شیطان نوع انسان کا دشمن ہے اسی بنا پر وہ اچھے آدمیوں کو خراب کرنے کے درپے رہتا ہے۔ برے تو خود خراب ہی ہیں۔ غور کرو یہ دونوں انصاری آدمی پکے اور سچے مسلمان تھے۔ اسی وجہ سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کا برا خیال ہوا۔ کہ کہیں شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ نہ ڈالے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو ایک غیر عورت کو لئے جا رہے ہیں۔ ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت ایسی بدظنی کرنا کفر والحاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش بندی کردی۔ اور وساوس شیطانی کا قلع قمع کردیا۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں ✻

(۱) کسی کی نسبت بدظنی نہ کرو ✻

(۲) کسی کو اپنی نسبت بدظنی کا موقع ندو ✻

ہمارا پیارا نبی ایک غیر مسلم کی نظر میں

لالہ شبنہ اس صاحب جہلم لکھتے ہیں۔ حضرت محمد صاحب کے شان میں میرے جیسے ناچیز اور ہیچمان کا کچھ گذارش یا عرض کرنا سراسر گستاخی بے ادبی اور چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ کیونکہ حضرت ولیوں کے ولی۔ پیروں کے پیر۔ آسمان نبوت کے سورج۔ ہادیان مذاہب کے سرتاج اور رہنمایان دین کے رہبر تھے۔ جس طرح آفتاب عالمتاب کو کسی چراغ یا لیمپ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح کسی خاکی انسان کی مدح سرائی ان کی عظمت کو بڑھا نہیں سکتی۔ دینی بزرگی اور دنیوی عظمت ان کے حضور میں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ اگر کسی کے نام پر کروڑہا انسان سر کٹوانا سعادت دارین خیال کرتے ہیں۔ تو وہ حضرت محمد صاحب ہیں۔ اگر دن میں پانچ دفعہ نہایت ارادت اور صدق کے ساتھ کسی کے نام کا ورد ہوتا ہے۔ تو وہ بھی رسول مقبول ہیں۔ اگر کرۂ ارض کی لکھوکھہا مسجدوں کے مؤذنوں سے کسی کے نام کی اذان دیجاتی ہے۔ تو وہ یہی خاتم المرسلین ہیں ✻ اگر کسی کے نام پر کروڑوں تلواریں میانوں سے نکلکر چمکنے لگ جاتی ہیں۔ تو وہ یہی سرور کائنات ہیں ✻

اگر کروڑہا انسانوں کے دلوں پر کسی کا قبضہ ہے تو وہ یہی محبوب برحق ہیں۔ کئی ایک باتوں میں میرا ان سے اتفاق نہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ میرے دل میں ان کی قدر و منزلت نہیں۔ بلکہ میں تو ان کو مہاتمی مہرشی مانتا ہوں۔

حضرت کے ظہور کے وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بدمعاشی بدچلنی کا بازار گرم تھا۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کے نام سے لوگوں کو چڑ تھی۔ بیٹی سے شادی کرلینے میں باپ کو کوئی عار نہ تھا۔ گھر گلی کوچے معبد بتوں سے بھرپور تھے۔ لوگ سوشل برائیوں کا شکار بن رہے تھے۔ اور مذہبی توہمات باطلہ کے زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے۔ ایسے کفر کے زمانہ میں تن تنہا خدائے وحدہٗ لاشریک کے نام کا وعظ لوگوں کے کانوں تک پہنچانا اسی شیر خدا کا کام تھا۔ لطف یہ کہ پڑھے نہیں لکھے نہیں۔ مگر وحدانیت کا نہتا سپاہی عرب کے ریگستان میں ایسا بویا۔ کہ بجائے پانی کے اپنے خون جگر سے ایسا سینچا کہ آج وہ اتنا بڑا درخت ہو گیا ہے۔ کہ اس کی شاخیں چاردانگ عالم میں پھیل گئی ہیں۔ اور کروڑہا روحیں اس کے سایہ میں بیٹھ کر ایک سچے خدا کی سچی عبادت کا نہایت ہی لذیذ پھل کھا رہی ہیں ✻

قریباً سارا یورپ کل امریکہ اور آسٹریلیا حضرت عیسےٰ کا پیرو کار ہے۔ چین جاپان۔ سیام اور چینی تاتار ہمانما بدھ کا دم بھرتا ہے۔ مگر جس عزت و توقیر اور مان تعظیم و تکریم صدق د

ارادت اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیا محمد صاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ کسی دیگر پیر پیغمبر ہائے ولی۔ گورو رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا ✤

جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے۔ کوئی نہیں کر سکا۔ جس مضبوط چٹان پر اسلام کی بنیاد ہی حضرت ممدوح نے رکھی ہے۔ وہ نہ کسی کو ملا ہے اور نہ ملیگا ✤

یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمد صاحب غیر معمولی طاقتوں والے غیر معمولی انسان تھے اور نوع انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ تھے

(زمیندار)

آریہ سماج میں کن لوگوں کی چاندی ہے

اخبار مسافر آگرہ مورخہ ۲۸۔ جنوری ۱۹۱۶ء میں مہاشہ بہار دواج صاحب اپنے ایک مضمون بعنوان "آریہ سماج میں موم پرستی کی خوفناک لہریں اور آریہ پرشوں کا کرتوپ" میں لکھتے ہیں ✤

"ان مہنتوں کی مہربانی سے آج آریہ سماج میں شریر برباطن مفسدہ پرداز اور ہٹھ بازوں کی چاندی ہے۔ وہ بھولی بھالی آریہ پبلک کو لوٹ کر اپنی جیبیں پر کرتے ہیں اور اپنی شرارتوں اور سینہ زوریوں کی طاقت سے کسی شریف اور بادیانت آدمی کو سامنے کھڑا دیکھنا تک پسند نہیں کرتے ان کا عام اعلان ہے۔ اور وہ رات دن پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ آریہ سماجی صرف وہی شخص ہے۔ جو ان کے مہنت کی بیعت قبول کرے۔ ورنہ وہ سنستھا کا باغی ہے ان کے خیال شریف میں ایک شراب پیکر فاحشہ عورتوں سے منہ کالا کرنے اور اسی جرم میں ملازمت سے موقوف کئے جانے والا شخص آریہ سماجی کہلا سکتا ہے۔ بلکہ ان کا دست راست بن سکتا ہے۔ اگر وہ مہنت جی کا بھگت ہے اور ان جائز و ناجائز احکام کی بلا حیل و حجت تعمیل کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔ لیکن وہ آدمی جو سدا چاری ہے۔ اور دیدک سدھانتوں کو عملی طور پر مانتا ہے۔ کسی قسم کا پاپ یا کپٹ نہیں کرتا۔ مگر وہ مہنت جی کا دماغی غلام نہیں بلکہ عقل و تمیز سے کام لیتا ہے۔ وہ کشتنی و گردن زدنی ہے۔ اس کو کان سے پکڑ کر سماج سے باہر نکال دینا چاہیئے ✤

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کی شدھی کے متعلق آریہ سماج کی مشکلات

ہمعصر مسافر آگرہ ایک مضمون بعنوان "مسلمانوں میں ویدک دھرم پرچار کیسے ہو" میں رقمطراز ہے ✤

"دوم اگر کسی ہندو یا آریہ لڑکی سے کسی شدھ شدہ مسلمان کی شادی بھی ہو جائے۔ تو جو سنتان اس جوڑے سے پیدا ہوگی۔ وہ قانون کی نگاہوں میں حرام کی سمجھی جائے گی۔ سوم چونکہ اس وقت تک آریہ سماج درن بیوستھا کے متعلق اپنے لئے ہندوؤں سے جدا کوئی ایسا قانون پاس نہیں کرا سکا ہے۔ جس کی رو سے درن بیوستھا۔ گن۔ کرم انوسار قرار دیا جا سکے۔ اس لئے شدھی کے بعد آریہ بنکر بھی ایک مسلمان قانوناً آریہ سوسائٹی کے اندر کوئی درن حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر جب یہ حالت ہے۔ تو یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ کوئی معزز و شریف مسلمان (خواہ وہ ویدک دھرم کو کتنا ہی پسند نہ کرتا ہو) اپنے تمام دینوی تعلقات و عزیز و اقارب سے رشتہ توڑ کر آریہ سماج جیسی سوسائٹی میں آئے گا۔ جہاں وہ اپنے لئے نئے تعلقات نہیں پیدا کر سکتا" ✤

ہم تو بارہا یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ شدھی کے لئے یا اغیار کو اپنے میں جذب کرنے کے لئے بزرگان اسلاف کے عملی نمونوں کی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے یہ تحریک بار آور اور سرسبز نہیں ہو سکتی۔ منوجی مہاراج جو سوامی دیانند صاحب کے نزدیک ہندو قوانین کی روح ہیں نے جو قومی امتیاز پیدا کر دی ہے۔ اسے اب کوئی زبردست سے زبردست اثر اور مصلحت وقتی بھی پردہ نہیں ڈال سکتی ✤

آریہ گزٹ کی کذب بیانی

آریہ گزٹ اپنے ۲۸۔ ماگھ کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ آریہ سماج روڑ مزارعہ نے ہرگز چیلنج نہیں دیا تھا اور نور نے یہ جھوٹ لکھا ہے"۔ اسوقت آریہ سماج روڑ مزارعہ کا اشتہار ہمارے سامنے ہے جس کے عنوان پر موٹے حروف سے یہ لکھا ہے ✤

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے
صداقت وید اقدس کی آزمائے جسکا جی چاہے

اور یہ اشتہار سٹروعہ میں احمدیوں کے دروازوں پر چسپاں کیا گیا اور وہاں کے احمدیوں کو للکارا گیا۔ کہ آپ اپنے مولوی کو بحث کے لئے بلائیں۔ اور پھر طنزاً یہ کہا گیا۔ اس کے آنے جانیکا کرایہ بھی ہم اپنی گرہ سے دیدیں گے جب ان کے یہ کہتے پر سٹروعہ کے احمدی قادیان دوڑے آئے۔ اور حضرت نے مجھے جانے کے لئے حکم دیا اور میں جب آریہ سماج کے پنڈال میں پہنچا تو آریہ سماج نے بحث تعلیمی سے انکار کر دیا۔ اور ٹالنے کے لئے ہمارے آدمی کو کہدیا۔ کہ ہم دو دن بعد بحث کریں گے۔ اور جب ہم نے یہ بھی مان لیا۔ کہ چلو دو دن بعد ہی سہی۔ اور ہماری طرف سے انکی طرف یہ رقعہ لکھا گیا۔ کہ آپ ہمیں یہ تحریر دیدیں۔ کہ آپ دو روز بعد کس جگہ بحث کریں گے۔ اپنی طرف کے لوگوں کے حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہونگے۔ اور آپکی طرف کے لوگوں کے حفظ امن کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ تو آریہ سماج روڑ مزارعہ نے بحث سے انکار کر دیا۔ اور ہماری تحریر کا قطعاً کوئی جواب نہ دیا۔ سینکڑوں آدمی اس امر کے گواہ ہیں ✤

گالیاں دیکر تسلی نہیں ہوئی اب طعن و تشنیع پر کمر باندھ لی

اسوقت تک میں نے اپنے آپکو بہت کچھ الگ تھلگ رکھا تھا۔ مگر پیغام صلح کے ایڈیٹر کو میرا مجاہدہ دنیا ایک آنکھ نہیں بھایا۔ اور مجھے زبردستی کھینچکر میدان میں لایا ہے اگرچہ اسوقت تک میں نے اپنے آپکو ڈیفنس تک ہی محدود رکھا ہے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ پیغام صلح کا منہ زور ایڈیٹر مجھے ڈیفنس پر نہیں رہنے دیگا۔ باوجود اس کے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ مگر پیغام صلح کے ایڈیٹر کی منہ زوری کے طفیل وہ وقت عنقریب آنیوالا ہے جب اسے اس کے ہی تکڑا دباٹ سے تول کر واپس دیا جاویگا۔ اپنے ۶۔ فروری کے پرچہ میں جہاں اس نے مجھے بہت سی فحش ترین گالیاں نکالی ہیں جنکی فہرست اسی اخبار کے کسی دوسری جگہ درج ہے۔ وہاں اس نے حضرت صاحب کے یکصد بیس روپیہ والا طعن بھی دیا ہے جو کچھ عرصہ ہوا مختلف ٹریکٹوں کی مفت تقسیم کی وجہ سے نور کا فنڈ ایک معقول رقم کا مقروض تھا۔ تو حضرت نے یہ خرچا کر یکصد بیس روپیہ عطا فرمائے تھے اسکا ذکر پیغام نے نہایت ہی طعن آمیز الفاظ سے دیا ہے حالانکہ اس مقفل کے دھنی کو غور کرنا چاہیئے تھا۔ کہ اس کے خیال میں اگر یکصد بیس روپیہ کی رقم مجھے اپنے دعا سے ادھر ادھر کر سکتی ہے تو جہاں سے اسقدر عرصہ میں مجھے ڈیڑھ ہزار کے قریب ملتا تھا۔ تو وہ مجھے اس سے کئی درجہ بڑھ کر اپنے دعا سے دلا سکتا تھا۔

ہمارے ممبر کس کس کو دان دل میں تیرے ہاتھ نہیں
ٹکڑی کو۔ بھیجی کو۔ بھیجی کو۔ بھیج

KHILAFAT LIBRARY

سائنس کی دنیا

جرمنوں اور آسٹریوں کو منجمد کرنیوالا حیرت انگیز گولہ

مسٹر اے ایل یوتانک نے ایک حیرت انگیز گولہ ایجاد کیا ہے جس کو وہ برطانیہ عظمےٰ کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے معاوضہ میں صرف ایک یوم کے جنگی مصارف یعنی پچاس لاکھ پونڈ کی رقم طلب کرتا ہے۔ موجد کا دعوےٰ ہے۔ کہ اس ایجاد کے ذریعہ سے صرف دو ہفتہ کے اندر جرمنوں کو اپنی حدود سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ اس گولہ کے پھٹتے ہی کرہ ہوا اسقدر منجمد ہو جاتا ہے۔ کہ پارہ دو سو درجہ گر کر منجمد ہو جاتا ہے۔ چھ انچ کا ایک گولہ ایک ہزار مربع گز کے لئے کفایت کریگا۔ موجودہ گولوں کی شکل و شباہت میں کسی قسم کی اہم تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انہی گولوں میں خاص کیمیاوی مرکب ادویہ بھر دینا کافی ہے۔ اس عجیب و غریب ایجاد کا نام موجد نے فریزائٹ (منجمد کرنیوالا) رکھا ہے۔ اس گولہ کی یہ تاثیر ہوتی ہے۔ کہ ہر انسان یا شے یا مقام فوراً منجمد ہو جاتا ہے۔ اور ہر شے پر چار فٹ برف برس کو اس کو ڈھانک لیتی ہے میٹریونانک کا بیان ہے۔ کہ میں ۵۰۰ بھیڑوں کے گلے کو تیس سیکنڈ میں منجمد گوشت بنا کر ان کو دو میل تک لیجا سکتا ہوں۔ اور ان کا تخمینہ ہے۔ کہ اگر بیس میل کے جنگی خط پر ایک ہزار توپ نصب کر دیجاویں اور ان سے ایک ہی وقت میں میرے ایجاد کردہ گولوں کی بارش کیجاوے۔ تو غنیم کو منجمد کر کے ہر روز چھ میل پے ہٹایا جائیگا۔ اور اس صورت میں دو ہفتہ کے اندر تمام جرمن دریائے رائن کے پرے پہنچا دیئے جائیں گے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ یہ گولے برلن پایۂ تخت جرمنی پر برسائے جا سکتے ہیں۔ اور اسوقت ذعون دماغ قیصر کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔ موجد اس نسخہ کے اجزائے سوائے خریدار کے اور کسی کو نہیں بتائیں گے۔ البتہ ہر مقام اور ہر وقت پر وہ اس ایجاد کی آزمائش اور تجربہ دکھلانے کے لئے آمادہ ہیں۔

سائنس کانگرس میں ڈاکٹر بوس کا لکچر

لکھنؤ میں جو سائنس کانگرس ماہ گذشتہ میں منعقد ہوئی اس میں بڑے بڑے عالمانہ لکچر ہوئے۔ اور بڑے بڑے علمی نکات ظاہر کئے گئے صاحب میر مجلس نے پہاڑوں کی بناوٹ کے متعلق ایک نہایت دلچسپ تھیوری بیان کی۔ ڈاکٹر بوس نے بھی ایک نظر نہ آنیوالی روشنی کے متعلق نہایت دلچسپ لکچر دیا۔ اسوقت حضور لاٹ صاحب صوبجات متحدہ ولیٹڈی مسٹن صاحبہ۔ آنریبل ڈاکٹر سندر لال اور آنریبل پنڈت مدنموہن مالوی بھی رونق افروز جلسہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک روشنی دریافت کی ہے۔ جس کو جادو کی لالٹین کے ذریعہ سے حاضرین کو دکھلایا۔ اور ایک مصنوعی آنکھ کا بھی مشاہدہ کرایا۔ جو آپنے ایجاد کی ہے۔ جس کے ذریعہ سے یہ روشنی نظر آتی ہے۔ دوران لیکچر میں یہ بیان کیا۔ کہ جسطرح سے آواز بہت زور دار یا ہلکی ہونے کی وجہ سے سنائی نہیں دیتی۔ اسی طرح بہت تیز اور ہلکی روشنی بھی بغیر آلات کی مدد کے نظر نہیں آسکتی آپ نے یہ بھی ارشاد کیا۔ کہ جب سے ہندوستان میں علم و ہنر کو پوشیدہ رکھنے کی دباچلی۔ تمام علوم رفتہ رفتہ غائب ہو گئے آپکے لکچر سے حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔

عجیب دیگچی

ایک امریکن سائنسدان نے ایسی دیگچی تیار کی ہے جس میں تین مختلف قسم کے کھانے ایک وقت میں پک سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے میں ملتے بھی نہیں۔ یہ دیگچی ان گھروں کے لئے نہایت کارآمد ہے۔ جہاں صرف دو تین کھانے والے ہوں۔ لیکن کھانا دو چار قسم کا اپنی میز پر چاہتے ہوں۔ اس دیگچی کے استعمال سے وقت اور محنت اور جلانے کے ایندھن میں بہت بچت ہوتی ہے۔

پانی پر چلنے والی بائیسکل

اب تک بائیسکل کا استعمال صرف خشکی پر ہوتا تھا۔ لیکن فرانسیسی موجد نے ایسی بائیسکل ایجاد کی ہے جو خشکی اور دریا میں یکساں کام دیتی ہے جسوقت اس کو دریا میں استعمال کرنا ہوتا ہے۔ تو اس پر پہیوں کے دونو طرف خلادار سلنڈر لگا دیئے جاتے ہیں۔ جو بائیسکل اور بائیسکل کے سوار کے بوجھ کو اٹھائے رکھتے ہیں۔ اور انسان اسے معمولی بائیسکل کی طرح پیروں یا سٹیم کے زور سے چلاتا دوسرے کنارے تک پہنچ جاتا ہے۔ چونکہ موٹر سائیکلوں میں پانی پڑ جانے سے انجن کے خراب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے انجن کو مصالحوں سے اسقدر واٹر پروف کر دیا گیا ہے۔ کہ اس پر پانی کا اثر تک نہیں ہوتا۔ لیکن اب تک دریائی سفر میں یہ بائیسکل ۵ میل سے زیادہ نہیں چل سکی۔ دریا کی زبردست لہریں اس کے تیر چلنے میں مانع ہوتی ہیں۔ بائیسکل کا بوجھ ۲۷۰ پونڈ ہوتا ہے۔

اڑنے والی موٹر

ان دنوں فرانسیسی فوج کے لئے ایک عجیب قسم کا آلہ نقل و حرکت استعمال ہو رہا ہے جس میں ایروپلین اور موٹر کار دونوں کے اجزاء موجود ہیں۔ اس میں خوبی یہ ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے فوج۔ خوراک کے سامان۔ سامان حرب وغیرہ کو دلدلوں جنگلات اور ریتیلے صحراؤں میں سے بآسانی گذارا جا سکتا ہے۔ ان آلوں کا نام ایرو موٹر ہے اور ان کی پشت پر ایک پروپیلر لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو ایک منٹ کے عرصہ میں ایک ہزار بار گھومتا ہے۔ گاڑی کی شکل معمولی موٹر کار کی سی ہوتی ہے اور اس پروپیلر کو ایک انجن چلاتا ہے۔ جس کا اثر موٹر کے پچھلے پہیوں پر پڑتا ہے۔

اس ایجاد کی بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اسکی بدولت موٹر کار ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نرم زمین کے اوپر اڑتی ہوئی چلتی ہے۔ اسکے پہیے نرم زمین کے اندر نہیں دھنستے بلکہ اس کے اوپر ہی اوپر گذرتے چلے جاتے ہیں۔ جب یہ موٹر کار کسی چھوٹے سے ٹیلہ کے ساتھ لگتی ہے۔ تو اچھل کر چند فٹ کے فاصلہ پر جا پڑتی ہے۔ گویا وہ کنگرو کی مانند جست لگاتی چلتی ہے۔ اس قسم کے پروپیلر پہلے بھی فرانس میں برتے جاتے تھے۔ مگر اب نکسان سے زیادہ تر شکاری ہی کام لیا کرتے تھے۔

ہم ہوا میں کھڑے رہ سکیں گے

ایک سائنس دان نے ایک ایسی عجیب و غریب ایجاد کرنیکا دعویٰ کیا ہے جسکی بدولت کشش ثقل کا مقابلہ کامیابی سے کیا جا سکتا ہے اس اطالوی انجنیر کے بیان کے مطابق آلہ میں وصف ہے کہ اسکی مدد سے کوئی جسم ہوا میں معلق اور ایک ہی جگہ کھڑا رہ سکتا ہے

عجائبات کی دُنیا

KHILAFAT LIBRARY

جانوروں میں شادی کرنے کے طریقے

اگر انسانی دل عشق و محبت کی سحر کار کشش سے محسور رہتا ہے۔ تو حیوانات میں بھی اس ازلی جذبہ کی طاقت کام کر رہی ہے۔ مثلاً شادی کرنے کے طریقے میں انسان کا قریبی بندر یا لنگور اس سے کسی طرح کم نہیں فرق صرف اتنا ہے۔ کہ اپنی معشوقہ کو خوش کرنے کے لئے وہ کرخت چیخوں سے کام لیتے ہیں۔ اور بندریا اسی کو پر لطف نغمہ سمجھ کر اپنے عاشق سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ جانوروں میں شادی کرنے کا سب سے قابل ذکر اور عجیب و غریب طریقہ ہرنوں میں ہے۔ جو خوشبو کی تھیلیاں ہوتی ہیں۔ جو موسم بہار کے حیرت انگیز قیام میں گھلکر ہوا کو معطر بنا دیتی ہے۔ اور پھر خوشبو نامہ بر بنکر مادہ کو ہرن کی طرف کھینچ لاتی ہے۔

جانوروں میں کثرت ازدواج

دریائی گھوڑوں کا یہ دستور ہے۔ کہ انسان کی وحشی اقوام کی طرح زبردستی شادی کر لینے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور ماہ جون کے آخری ہفتے میں نر مادہ کی تلاش میں دور دراز فاصلے طے کرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ اور جن سے آنکھ لڑ جاتی ہے اُسے نہیں چھوڑتے۔ خواہ اس میں جان کا ہی خطرہ کیوں نہ ہو۔ رقابت کی آگ اکثر اوقات ان میں مشتعل ہو کر خونریز ہنگاموں کی محرک بنتی ہے۔

ناچ سے مست کرنیوالے جانور

طاؤس کی عشقبازی مشہور ہے کہ وہ کس آن بان اور شان کے ساتھ اپنے پروں کو پھیلاتا ہوا مصروف رقص ہو جاتا ہے اور انہیں ہلا کر اور مختلف شکلیں دیکر مادہ کو مسحور کرتا ہے بہشتی پرندوں میں رواج ہے۔ کہ وہ ناچنے کی پارٹیاں بناتے ہیں۔ اور رقص کرتے ہوئے انپر اب عالم وارفتگی طاری ہو جاتا ہے۔ کہ وہ مادہ کو دیکھتے ہی نہایت تیز چیخوں سے جادو پھونکتے ہیں۔ اور اپنے پروں کو چمکاتے ہیں۔ کلنگ بھی اپنی معشوقہ کو مخطوظ کرنے کے لئے ناچتے ہیں۔ اور اپنی لمبی پتلی گردن سے اظہار تعظیم کرتے ہیں۔ گویا کہ مادہ کا رعب حسن اپر طاری ہے۔ جنوبی امریکہ کے پرندے مختلف جوڑے بنا کر گاتے ہیں۔ وہ ایک شاخ کے سرے پر بیٹھ جاتے ہیں اور خاص اوقات کے بعد لگاتار ٹہنی سے اڑ کر پھر وہیں آ بیٹھتے ہیں۔ اور اس دوران میں اپنے گانے کو بند نہیں کرتے جسے سنکر دُور دُور سے مادہ پرندے اُن کیطرف کھچ آتے ہیں۔ غرضیکہ عشق و محبت کی جس ہر جگہ دنیا میں کام کرتی ہے خواہ وہ انسان میں ہو یا طبقہ حیوانات میں ؛

گوتم بدھ کے استخوانوں کی دستیابی

آثار قدیمہ کو راولپنڈی کے نزدیک قدیم شہر ٹیکلا کے کھنڈرات سے کچھ استخوان دستیاب ہوئے ہیں جنکی نسبت یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ گوتم بدھ کے ہیں۔ جیسا کہ اس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو ان کے ساتھ پایا جاتا ہے دیگر بودھوں کے استخوان بھی پائے گئے ہیں ؛

پرندوں کی ذکاوت حس

مشرقی انگلیا کے غیر آباد جنگلوں پر سے جب کوئی ہوائی جہاز گذرتا ہے۔ تو پرندوں میں ہوائی جہاز کی آمد سے کچھ عرصہ قبل ایک عجیب کہرام مچ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ پرندے بہت ذکی الحس ہوتے ہیں۔ انسانی جاسوس ہوائی جہازوں کا شور و شغب ابھی سننے بھی نہیں پاتے۔ کہ طائران دشت اپنی مختلف النوع چیخ و پکار سے ہوائی جہازوں کی آمد کا نقارہ بجا دیتے ہیں ؛

بلّی کا بوسہ نہ لیجئے

بعض اشخاص کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ فرط محبت میں اپنی پالتو بلیوں کا بوسہ لیا کرتے ہیں لیکن وہ یہ سن کر حیرت زدہ ہوں گے۔ کہ ان کا یہ فعل خطرہ سے خالی نہیں۔ حال ہی میں سرزمین اطالیہ کے ایک محقق کیمیا داں نے تجربات سے معلوم کیا ہے۔ کہ جب بلی اپنی زبان سے ہاتھ منہ دھوتی ہے۔ تو بہت سا لعاب دہن اس کے لبوں کے اردگرد لگ جاتا ہے جس میں چھوٹے چھوٹے مضرت رساں جراثیم ہوتے ہیں۔

محقق مذکور نے جب ان جراثیم کو خرگوشوں اور گائنا پگ میں جلدی پچکاری کے ذریعہ داخل کیا۔ تو موخر الذکر جانور ۲۴ گھنٹے کے اندر مر گئے۔ اس لحاظ سے کسی شخص کا بلّی کے بوسے لینا خطرناک ہے ؛

کوریا کی بے نام لڑکیاں

سرزمین کوریا کے متعلق یہ عجیب بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ وہاں لڑکیوں کا کوئی خاص نام نہیں رکھا جاتا۔ بوقت پیدائش والدین اسے کوئی پیار کا نام دیدیتے ہیں۔ جو دس برس تک برابر قائم رہتا ہے۔ دسویں سالگرہ کے بعد یہ نام متروک ہو جاتا ہے۔ اور لڑکی کو دختر فلاں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگر ایک گھر میں کئی لڑکیاں ہوں۔ تو بلحاظ ترتیب پیدائش انہیں دختر اول۔ دختر دوم۔ دختر سوم۔ وغیرہ تسمیہ کیا جاتا ہے۔

جب لڑکیاں تاہل کی زندگی میں قدم رکھتی ہیں تو انہیں اپنے شوہروں کے نام یا خطاب وغیرہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں خاندان کی خانون۔ یا فلاں مقام سے آئی ہوئی عورت ؛

انگلستان کے مصور وزراء

مسٹر چرچل سابق وزیر محکمہ بحری جو ان دنوں فرانس کے میدان جنگ میں موجود ہیں۔ تصویر کشی کی خوب مہارت رکھتے ہیں۔ مسٹر رنسی میں دوسرے وزیر ہیں جنہیں آبی رنگوں کی دستی تصاویر بنانے میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ ان کی مصوری کے بعض نمونے ان کی سکونت گاہ واقع بارٹن سٹریٹ ویسٹ منسٹر میں آویزاں ہیں ؛

انگلستان کے دو ہزار اخبار نویس

میدان جنگ میں دشمنوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ان میں سے اسوقت تک ۵۵ ہلاک اور ۹۰ زخمی ہو چکے ہیں۔ ۱۰ کو اعلیٰ خدمات کے عوض میں خطابات دیئے گئے ہیں۔ ان میں اخبار ٹائمز کے ایڈیٹوریل سٹاف کے ۲۱ آدمی شامل ہیں ؛

مختلف اشکال بدلنے والا آدمی

کلکتہ کا ایک روزانہ اردو اخبار ایک انگریزی ہمعصر کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ کہ کلکتہ میں دھرم تلا سٹریٹ ضلع مونگیر کا ایک برہمچاری آیا ہوا ہے۔ جس کی بیوی بھی ہمراہ ہے۔ ریاضت شاقہ کی بدولت اس کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ بیشمار مرد و عورت اس کے اردگرد جمع رہتے ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ وہ گاہے بگاہے اپنی شکل تبدیل کرتا رہتا ہے کبھی تو وہ بچہ بن جاتا ہے کبھی بوڑھا نظر آنے لگتا ہے لوگوں کا بیان ہے کہ آشرم میں ایک شخص مر گیا تھا جس کو اس نے زندہ کر دیا ہے۔ بعض انگریز بھی اس کے شاگرد ہیں ؛

KHILAFAT LIBRARY

تجارتی دُنیا

ہندوستان میں تجارت دشمن کے میدان پر اغیار کا تصرف

گذشتہ ۱۶ ماہ یا ایک سال چار مہینوں سے گورنمنٹ ہندوستانی مصنوعات کو ترقی دینے کے بہترین وسیلہ پر غور وخوض کر رہی ہے۔ مگر ہنوز روز اول کے مصداق کسی نتیجہ کا انکشاف نہیں ہوا۔ بحالیکہ اسی اثنار میں جرمن و آسٹروی تجارت کی مسدودی سے بازار میں جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اسپر عرصہ سے اغیار کا قبضہ و دخل ہو چکا ہے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ جاپانی قائمقاموں نے کس سرعت و مستعدی سے بذات خود ہندوستان کے تجارتی مراکز کا دورہ کر کے ہر قسم کی جاپانی مصنوعات کی ایجنسیاں قائم کیں۔ تاہم امریکہ کی سرگرمی کی کیفیت کا عوام کو کماحقہ علم نہیں۔ امریکن ایجنٹ بھی سست نہیں رہے۔ یہ نہایت ہوشیار اور ہوا کا رُخ پہچاننے والی جماعت ہے۔ جو ممالک غیر کے نہایت مفید تجارتی معلومات اپنے ملک (امریکہ) کو بہم پہنچاتی ہے چنانچہ امریکن ایجنٹ اپنے وطن کے کارخانہ داروں کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ نہایت ہلکے آہنی حمام اور چمکدار روغنی آہنی ڈول و رکابیوں وغیرہ کی مانگ جو ہندوستانی تانبے و پیتل کے ظروف کے بجائے استعمال کئے جاتے ہیں۔ روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا بازار موجود ہے۔ گو اب بھی کہانے پکانے کے اکثر برتن پرانی وضع اور دھاتوں کے ہیں۔ مگر جدید ظروف بوجہ ارزانی سہل الحصول اور ہلکے ہونے کے نہایت تیزی سے انکی جگہ لیتے جاتے ہیں۔ اور البومینیم کے برتنوں نے بھی اسمیں بہت بڑا انقلاب پیدا کیا ہے۔ امریکن قونصل بمبئی اس بارہ میں اپنے ملک کو جرمنی و آسٹریا کی تقلید کا مشورہ دیتا۔ اور لکھتا ہے کہ اس وقت ہندوستانی ساخت کے ادنیٰ درجہ کے بلا روغنی آہنی ظروف بیرونی برتنوں کے مقابلہ میں دس فیصدی کم نرخ پر فروخت ہوتے ہیں۔ اعلےٰ یا ادنےٰ اس قسم کے ظروف ہندوستان کے جس حصے میں بنتے ہوں۔ صاحب ڈائرکٹر تجارتی معلومات کو اس سے ملک کو مطلع کرنا چاہیئے۔ چاقو وغیرہ اور بعض اقسام کے لمپ اور قفل بھی ہندوستان میں بنتے ہیں۔ جو بیرونی مصنوعات کا عمدگی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ گورنمنٹ ہند نے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا کارروائی کی ہے۔

کاغذ سازی

کے مصالح اور گودے کی برآمد کی ممانعت کے حکم کو سویڈن نے ترمیم کر دیا ہے۔ غالباً برطانیہ کی دیکھی پر کہ اس کا انتقام لیا جائے گا۔ برطانوی اخبار لکھتے ہیں۔ کہ صرف میسور کی حدود میں کاغذ سازی کے مطلب کی گھاس اتنی وافر موجود ہے۔ کہ ساٹھ ہزار ٹن گودا ہر سال حاصل ہو سکتا ہے۔ حکومت کیوں اپنے وسائل کی طرف توجہ کر کے اغیار سے مستغنی نہیں ہوتی۔

رومانوی گندم کی خرید

بخارسٹ ۲۰ [illegible] اخبار انڈی سپلڈنس رومانیہ لکھتا ہے۔ کہ برطانوی سفیر نے رومانیا کی مرکزی تاجرانہ مجلس سے اسی ہزار ویگن (ریلوے چھکڑا) غلہ ایک کروڑ پونڈ کے عوض خرید کیا ہے۔

شہد کے چھتے کے موم کی تجارت

یہ موم ہندوستان کے مختلف حصص سے بیرونجات کو بھیجا جاتا ہے۔ سنہ ۱۵-۱۹۱۴ء کے تازہ شائع شدہ اعداد سے عیان ہے۔ کہ سنہ مذکور میں (۴۹۰۶) ہنڈرڈویٹ موم بیرونجات کو روانہ کیا گیا۔ حالانکہ سنہ ۱۴-۱۹۱۳ء اور سنہ ۱۳-۱۹۱۲ء میں اس کی مقدار علی الترتیب (۸۸۴۱) اور (۷۶۴۶) ہنڈرڈویٹ تھی۔ موم مذکور کو لنڈن کے جانیوالے شاکی ہیں۔ کہ پچھلے دنوں سے ہندوستان کی موم میں بہت سی پرافن کی موم ملائی جانے لگی ہے۔ اور اس آمیزش کے باعث اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ہندوستان سے اس کی برآمد مسدود نہ ہو جائے۔ تاہم یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ یوروپ میں موم ہذا کن کاموں میں استعمال کی جاتی ہے۔ اور اگر ہندوستان میں یہ اسی مصروف میں نہیں لائی جا سکتی۔ تو پھر اس کی برآمد کو ترقی دیکر فائدہ اٹھانے کی غرض سے شہد کے چھتے کی موم کو آمیزشوں سے پاک و صاف رکھنا چاہیئے تاکہ بیرونجات میں یہ خوشی سے قبول کیجائے۔ اور مستقل طور پر اس کی مانگ بڑھتی رہے۔

ہندوستانی تاجروں کی غفلت

افسوس ہے کہ ہندوستان کے تاجر مال کی صفائی سے بے پروائی کر کے ہندوستان کی تجارت کو نقصان پہنچاتے ہیں باوجودیکہ ہندوستان کا گیہوں بہت اعلیٰ قسم کا ہے۔ لیکن چونکہ لوگ اس میں گرد ملا دیتے تھے۔ اس لئے ولایت کی منڈیوں میں اب قاعدہ ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ہر قسم کی گیہوں میں سے اتنی مقدار گرد کی کاٹ لیجائے۔ اسی طرح بعض لوگوں نے روئی کو نمی دے کر کے باندھنا شروع کیا۔ اسپر ولایتی تاجروں نے قاعدہ بنا دیا۔ کہ ہندوستان کی روئی کی گٹھڑی میں سے نمی کی کمی کاٹ لی جائے۔ افسوس ہے کہ ہندوستان کے بعض تاجروں کی غفلت یا بددیانتی سے تمام ملک کی تجارت کو نقصان پہنچتا ہے۔

جرمن مال تجارت اور ہندوستان

آنریبل مسٹر جیمز گری نے ایوان تجارت پنجاب کے سکرٹری کو اس مضمون کی چٹھی لکھی ہے۔ کہ یہ امر فوراً ایوان کے نوٹس میں لایا جانا چاہیئے۔ کہ بظاہر جرمن ساخت کی چیزیں جو ہندوستان لائی گئی ہیں اسوقت دہلی کے بازار میں بنا بر فروخت رکھی گئی ہیں۔ تاکہ ان کے متعلق بعد تحقیقات گورنمنٹ کو رپیزنٹیشن کیا جا سکے اور ایسی تجارت کے انسداد کی تجاویز عمل میں لائی جائیں۔ بلاشبہ یہی کیفیت ہندوستان کے دیگر بازاروں کی بھی ہو گی۔ اس غرض سے فوراً کارروائی کی جانی چاہیئے۔ مثلاً اس قسم کے کاروباری مقامات اور دکانوں کو جہاں ایسا مال فروخت کے لئے نمایاں کیا جائے۔ بند کر دیا جائے یہاں یہ ظاہر کرنا بے جا نہ ہو گا۔ کہ پچھلے دنوں امسٹرڈم میں اسبارہ میں جو سعی و کوشش کی گئی تھی۔ اس کے نتائج اب برآمد ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ جرمنی کا مال بے تعلق ملک میں آتا ہے۔ جہاں اس پر دوسرے ملک کی ساخت کی جھوٹی مہر لگائی جاتی ہے۔ پھر اسے براہ راست یا مشرق بعید کے راستہ سے ہندوستان بھیجدیا جاتا ہے۔ اگر یہ شبہات صداقت سے خالی نہ ہوں۔ تو اس بارہ میں سخت تجاویز اختیار کرنے کی ضرورت محتاج بیان نہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

طبّی دنیا

ٹنکچر آیوڈین سے پلیگ کا موثر علاج

مکتی فوج کے کرنل بوتھ کر صاحب شملہ سے لکھتے ہیں کہ چونکہ پلیگ ان دنوں ہندوستان میں پھر ترقی کے آثار دکھلا رہا ہے۔ اس لئے میں آپکے اخبار کے ناظرین کو ٹنکچر آیوڈین کے سادہ موثر علاج کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پچھلے سال فروری و مارچ میں ہندوستان کے اخبارات نے ظاہر کیا تھا۔ کہ بمبئی پلیگ ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں میجر لسٹن نے اس سے کیسے گرانقدر فوائد حاصل کئے ہیں۔ اس خوفناک مرض کی یہ بہترین دوا ہے۔ خفیف مقدار میں تھوڑے سے پانی میں مریض کو دو دو تین تین گھنٹوں کے بعد پلانا اور نیز صبح و شام دو مرتبہ گلٹیوں پر اس کی مالش کرنا چاہیئے۔ گورنمنٹ پنجاب کے صیغہ پلیگ نے بھی اس طریقہ کو کامیابی سے اختیار کیا ہے۔ مکتی فوج کو مہربانی سے اس کی معقول مقدار مفت مرحمت فرمائی گئی تھی۔ اور اس کے انجکشنوں نے پنجاب میں جن مریضان پلیگ پر اسکا استعمال کیا۔ انمیں ۸۰ فیصدی شفایاب ہو گئے۔ ٹنکچر مذکور حفظ ماتقدم کے طور پر بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کے ایک دو قطرے روزانہ پانی میں ڈالکر پینے سے پلیگ زدہ مقامات کے آدمیوں کو پلیگ نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا بھی ہے تو محض خفیف جو آسانی سے علاج پذیر ہے۔ اس لئے ہر شخص کو نوٹ کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ سہل الحصول اور ارزان دوائی پلیگ کا عمدہ علاج اور حفظ ماتقدم ہے ؛

علاج طاعون کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کا سرکلر

گورنمنٹ پنجاب نے مریضان پلیگ کو ٹنکچر آیوڈین استعمال کرانے کے بارہ میں جو سرکلر نافذ کیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ کامل آرام مریض کو سخت کھلے اور ہوادار کمرے میں بستر میں پڑا رہنا چاہیئے موسم اگر اچھا ہو۔ تو تمام کھڑکیاں اور دروازے کھلے رہیں۔ (۲) رقیق غذا دیجائے۔ (۳) پیاس لگنے پر معمولی سرد پانی دو۔ ٹھنڈا پانی ہیضہ سے مریض کو نہ دینا ظالمانہ فعل اور مہلک غلطی ہے۔ (۴) ہر دو گھنٹے کے بعد ٹنکچر آیوڈین کا ایک قطرہ نصف اونس (۱۰ تولہ) پانی میں پلاؤ۔ مریض کو دوا دینے کے لئے نیند سے بیدار نہ کرو۔ (۵) گلٹیوں پر دو مرتبہ صبح و شام ٹنکچر آیوڈین ملو مریض کو اور کوئی دوا نہ دینی چاہیئے۔ ٹنکچر مذکور پلیگ ڈیوٹی کے افسروں اور ہر شفاخانہ سے مفت مل سکتا ہے ؛

امبلی کے بیج

انجن ہاری ایک مرض ہوتا ہے۔ کہ جس میں آنکھوں کی پلکوں کے بھوؤں پر پھنسیاں نکل کر سخت تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ اس کے واسطے لوگ گھسکر لگاتے ہیں۔ آم کا چیپ اور اسی قسم کی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن بہت کم کامیابی ہوتی ہے۔ اور یہ تقریباً لاعلاج کہی جاتی ہے۔ خود ہی آرام آیا کرتا ہے۔ کبھی کبھی ۷ یا ۸ اکٹھی نکل آیا کرتی ہیں۔ آنکھ سوج جاتی ہے۔ اور سخت درد ہوتا ہے۔ ہفتہ تک نہیں دھویا جاتا۔ امبلی کا بیج اگر گھسکر لگایا جائے۔ تو زیادہ سے زیادہ دو روز لگنے میں سب درد دور ہو جاتا ہے۔ ذرا بھی چرمراٹ نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک پڑ جاتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آئندہ قسم کھا جاتی ہے۔ پھر کبھی عود نہیں کرتی۔ ایسی ڈر کر بھاگتی ہیں۔ کہ جیسے گدھے کے سر سے سینگ دور ہوتے ہیں ؛

گولر کی چھال

گرمیوں میں عموماً گرمی سے اسہال اور مروڑ شروع ہو جاتے ہیں۔ جو کہ بہت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کے واسطے سفوف پوست درخت گولر دکھانڈ ہموزن ہمراہ تازہ پانی بقدر ماشہ دو وقت پھانکنا نہایت ہی کامیابی کا ذریعہ ہے کئی دواؤں سے آرام نہ آنے پر اس سے آرام آجاتا ہے دیہاتی ٹوٹکا ہے ؛

پوسٹ میپل

جلا کر تازہ پانی میں بجھا لیا جائے اور پانی کو کورے گھڑے میں رکھا جائے۔ تاکہ سرد رہے۔ اور ایک ایک گھنٹہ بعد تھوڑا تھوڑا پلانے سے سخت ہیضہ کے واسطے اکسیر ہے۔ اس سے مریض کی پیاس کو بھی تسکین رہتی ہے اور طبیعت ٹھکانے آجاتی ہے۔

پھلوں کا استعمال بطور علاج کے

ڈاکٹر اے۔ بی۔ اولسن صاحب ایم ایس سی۔ ایم۔ ڈی۔ ڈی۔ بی۔ ایچ سپرنٹنڈنٹ صحت گاہ کیٹرہم فرماتے ہیں۔

"عام طور پر تمام پرانی بیماریوں میں جو سال بسال روبہ ترقی ہیں۔ مریض کے سخت غذا کو ترک کر دینے اور پھلوں کا استعمال شروع کر دینے سے بیماری میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کمی خون سے بیمار ہو۔ تو اسے انگور اور کیلہ استعمال کرنے کا مشورہ دو۔ اگر آپ کا جگر ٹھیک کام نہیں کرتا۔ تو نارنگی یا انگور کا استعمال کرو۔ اگر تمہارا معدہ گرد سستی سے کام کرتا ہے۔ تو لیمونیڈ کا استعمال کرو۔ یعنی تازہ لیموں کا رس شربت میں ملا کر پیو اگر آپکو قبض کی شکایت ہے۔ تو گھر کا بنایا ہوا انجیر کا شربت استعمال کرو۔ جو انجیروں کو ابال کر فوراً تیار کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپکا خون خراب ہے۔ اور آپکو مصفی خون دوائی کی ضرورت ہے تو ہم سیب کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں۔ جو پھلوں کا بادشاہ ہے۔ اگر آپ کو دماغی تکان کی شکایت ہے۔ اور آپ دماغی چستی میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ تو کھجور (چھوہاروں) کا استعمال کریں۔ کہ جو سب سے اعلیٰ طاقتور غذا اوس میں سے ہے۔ اگر آپ کو طاقتور دوائی کی ضرورت ہے۔ کہ جس سے آپکا جسم پشٹی لابھ کر سکے۔ تو چند دن تک صرف پھلوں کا استعمال کریں۔ اس سے حیرت انگیز نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور آپ اپنے تئیں بالکل نیا وجود محسوس کریں گے ؛

طبی مشورہ مفت

جناب ہمتہ سیتارام دت کویراج کویر تجن مصنفہ چشمہ زندگی شودھن دوہی مالک آدیتہ اوشدھالیہ صدر بازار راولپنڈی جو اپنی نیک فطرت کی وجہ سے عوام الناس کے بدرجہ غایت خیر خواہ ہیں اور جنکی طبی لیاقت مسلمہ ہے۔ آپنے حال ہی میں طبی مشورہ حصہ اول ایک پاکٹ سائز کا ٹریکٹ ۱۶۰ صفحات کا تصنیف فرمایا ہے جسکی چھپائی لکھائی خوبصورت اور ٹائیٹل رنگین ہے جسمیں مختلف اقسام کی بیماریوں کے علاج اور ان کی روک تھام کے لئے نہایت ہی مفید ہدایات درج ہیں اور علاوہ بریں ایک تندرست آدمی کسطرح بیماریوں سے بچ سکتا ہے کے متعلق نہایت مفید ہدایات درج ہیں یہ مفید ٹریکٹ بیمار اور تندرست ہر دو کے لئے مفید ہے جناب ہمتہ صاحب جنکا ماٹو اپنی بھلائی دوسروں کی بہتری اندر تلاش کرنا ہے آپنے عوام الناس کے فائدے کیلئے یہ ۱۶۰ صفحات کا مفید ٹریکٹ مفت تقسیم کر رہے ہیں دوستوں کو چاہیئے

سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے

KHILAFAT LIBRARY

اگرچہ یہ مضمون پہلے بھی درج نور ہو چکا ہے۔ مگر وقت پر کاتب بیمار ہو گیا۔ اور دوسرے انجان کاتب سے لکھوایا جس نے تلفظ کو بالکل بگاڑ دیا۔ اب دوبارہ تصحیح کے بعد یہ قابل قدر مضمون درج اخبار کیا جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ناظرین کی ارواح پکار اٹھینگی۔ کہ یہ مضمون کسقدر مفید معلومات کا خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ایسے قابل قدر مضمون کی جس قدر بھی اشاعت ہو۔ تھوڑی ہے ؛

شیطان کے راندے ہوئے مسلمانوں کے کبھی بہشت میں نہیں جائینگے

شیطان سے جسقدر پناہ مانگی جائے کم ہے۔ وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ مسلمان ہر ایک کام کے کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" ضرور کہہ لیتے ہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ شیطان کے متعلق کیا ہے۔ کیا آپ بھی مسلمانوں کی طرح شیطانی وساوس سے پناہ مانگتے ہیں۔ یا ہمارے ہندو دوستوں کی طرح شیطان کی ذات سے منکر ہیں۔ یہ بہت عمدہ راہ ہے۔ حضرت باوا صاحب کے خیال کا اندازہ لگانے کی ؛

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۹ سطر ۱۱

پھیر گیا درگاہ وچ لگے رکھ نیشان
اوہ درگاہ دھوئی نہ لہن جو راندے شیطان

وہی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے ہیں۔ جو اس کی بتلائی ہوئی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ بیشک درگاہ باری میں ان کے لئے عزت ہے۔ البتہ جنھوں نے اس پر عمل نہ کیا سمجھو کہ ان پر شیطان کا غلبہ ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے قرب سے دور رہیں گے ؛

یہ شلوک بالکل واضح اور بین ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ شیطان کے غلبہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا از روئے اصول مسلم ہو سکتا ہے یا غیر مسلم ؛

شیخ فرید سے گفتگو اور مسلمانوں سے کھانا پینا

ایک تو حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں جن کا مزار مبارک پاکپٹن میں واقعہ ہے۔ اور یہ بزرگ حضرت باوا صاحب سے تقریباً چار صد سال پیشتر ہو گذرے ہیں۔ جنم ساکھی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک اہل صفا دلی اللہ حضرت شیخ فرید کے ساتھ باوا صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ فرید کوئی دوسرے بزرگ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حضرت باوا صاحب نے کشفی ملاقات کی ہو بہر حال جنم ساکھی میں حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی سلوک اور برتاؤ کو ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۶۲ سطر ۲۹ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت باوا صاحب اور شیخ فرید باہمی ملکر بہت ہی خوش ہوئے ؛

وتاں بابا نانک جی تے شیخ فرید ساری رات باہر ہی اکٹھے جنگل وچ رہے۔ تاں اک بندا خدائیدا آئے نکلیا اتے دوہاں نوں اکٹھا دیکھ کر اپنے گھر نوں اٹھ گیا۔ جائیکر اک تبلیا ج دودھ دا بھر کے لے آیا۔ اور اس تبلیا ج وچ چار مہراں بھی پائے لے آیا۔ پچھلی رات تاں شیخ فرید ہوراں اپنا حصہ پی لیا تے گورو نانک جی دا حصہ رہن دتا ؛

اب اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شیخ فرید اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی اسقدر محبت اور الفت تھی۔ کہ دونوں نے جنگل میں ہی تمام رات گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے گذار دی۔ اور ایک شخص دو خدا کے پیاروں کو جنگل میں اسطرح گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے گھر سے ایک دودھ کا کٹورا لے آیا۔ اور شیخ فرید صاحب نے خوشی سے اس دودھ سے اپنا حصہ لیکر پی لیا۔ اور حضرت باوا صاحب کا حصہ رہنے دیا اور بعد ازاں حضرت باوا صاحب نے اپنا حصہ پی لیا ؛

اس سے دو امر ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت باوا صاحب کی شیخ فرید رحمۃ اللہ سے بڑی محبت تھی۔ حالانکہ ہم حضرت باوا صاحب کی تمام زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور ہمیں کہیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کسی ہندو پنڈت یا پجاری سے بھی محبت کی ہو۔ بلکہ جنم ساکھی اور گرنتھ صاحب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس تیرتھ وغیرہ پر حضرت باوا صاحب جاتے وہاں پنڈتوں وغیرہ کے کاموں کا رد کرتے اور پانڈے اس بات کو بہت ہی برا مانتے حتی کہ باوا صاحب کو اس جگہ سے زبردستی نکال دیتے۔ مگر دوسری طرف شیخ فرید سے باوا صاحب اور باوا صاحب سے شیخ فرید ایسی محبت کرتے ہیں۔ کہ گویا دونوں عارف اور زاہد ایک ہی ہیں۔ اور پھر جس کٹورہ میں حضرت بابا فرید دودھ پیتے ہیں۔ حضرت باوا صاحب خوشی سے اس کٹورہ سے دودھ پی لیتے ہیں۔ آج کل کے ہندوؤں کی طرح کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ اب اس سے ہی سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب ہندو اور مسلمانوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت اور پیار کرتے تھے ؛

شیخ فرید اور باوا صاحب کا مل کر ایک لمبا سفر کرنا

پھر لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے اور شیخ فرید صاحب نے اکٹھے آسام دیش کا لمبا سفر کیا۔ اب صاحب ظاہر ہے۔ کہ شیخ فرید کے ساتھ باوا صاحب کا ایک لمبا سفر کرنا اور دونوں نے ملکر اپنی معرفت اور گیان سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مشن ایک ہی تھا۔ ورنہ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ پنڈت اور مولوی اکٹھے ملکر سفر کریں۔ اور اکٹھے ملکر لوگوں کو خدا کی معرفت سے آگاہ کریں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہمیں کہیں یہ دکھائی نہیں دیتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے پنڈت ہردیال کشن چندیا ہردیال سے ملکر بھی کوئی سفر کیا ہو۔ اور دونوں کی متفقہ کوشش سے لوگوں کی اصلاح ہوئی ہو۔ اب شیخ فرید صاحب کے ساتھ ملکر حضرت باوا صاحب کا سفر کرنا۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب پنڈت ہردیال کی روش کو پسند کرتے تھے۔ یا شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرز کو ؛

غرضیکہ گرنتھ اور جنم ساکھی وغیرہ میں کثرت سے اس قسم کے حوالجات ملتے ہیں۔ جس میں حضرت باوا صاحب مسلمانوں سے بہت ہی محبت اور پیار کرتے ہیں۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو ہم انشاء اللہ اپنے آئندہ اشو میں اس امر پر اور بھی وضاحت اور صراحت سے روشنی ڈالیں گے ؛

آریہ دھرم کی کتابوں میں شدھی کا کہیں ذکر نہیں

نمبر ۱۰

KHILAFAT LIBRARY

ویدکی تعلیم سنسکار ودھی میں لکھے ہوئے طریقے کے مطابق زنار بندی والے دن یا اُسی سال کے کسی اور دن عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس سنسکار کے مطابق رشی دیانند جی بہت کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ آخر کشتری کے اپدیش سے بعد لڑکے کو میکھلا (ترٹاگی) پہنانے کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ اور اس میں مندرجہ ذیل الفاظ سے جنم سے ورن ظاہر کرتے ہیں۔ "برہمن کو منج دربھ کی۔ کشتری کو دھنکھ سنکیک تڑنٹرم گھاس) دل کل (درختوں کی چھال) کی۔ اور ویش اون وسن کی سیکھلا ہونی چاہیئے۔

(نوٹ صفحہ ۹۱)

اس سے آگے آپ استاد کے ہاتھ سے شاگرد کو ڈنڈا پکڑانا تحریر فرماتے ہیں۔ اور اس میں بھی پیدائش سے ورن اس طرح تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش نوٹ ۲ صفحہ ۹۱۔

برہمن کے بالک کو کھڑا کر کے بھومی سے پلاٹ (پیشانی) کے کیشوں تک پلاش دل برچھ کا کشتری کو بٹ وکھدر (لاٹ پھر دیر تک۔ ویش کو پیلو اتھوا گولر کا ناسکا کے آگر بھاگ تک ونڈ پرمان۔

پیارو یہاں شودر کا تو رشی صاحب نے ذکر ہی نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ سنسکار مذکورہ میں شودروں کا ہرگز دخل نہیں۔ نیز برہمن کشتری ویش کا خاص امتیاز ہے جس سے ثابت ہے۔ کہ جب تعلیم شروع کی جاتی ہے۔ اُس سے پیشتر ہی لڑکے اپنے اپنے ورن میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یعنی ورنی امتیاز پچیس سالہ عمر سے نہیں۔ بلکہ شروع پیدائش سے آگے آپ اسی سنسکار میں لڑکے کو یگ کنڈ کے گرد گھومنے کا حکم صادر کر کے اگنی ہوتر کی تعلیم دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بالک تمام زن و مرد سے گداسا مگے جن الفاظ سے بھیکھ مانگنی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اور ان سے بھی جنم سے ورن ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ نوٹ صفحہ ۹۲ برہمن کا بالک بیدی پرکھ سے بھکھیا مانگے۔ "تو بھوان بھکھیا دواتو" اور جو استری سے بھیکھ مانگے "تو بھوتی بھکھیا دواتو"۔ اور کھشتری کا بالک "بھکھیا بھوان دواتو"۔ اور استری سے "بھکھیا بھوتی دواتو"۔ ویش کا بالک "بھکھیا دواتو بھوان"۔ اور بھکھیا دواتو بھوتی ایسا بالک بولے۔

بھکھیا معنے گدائی دوانی معنے دے۔ اسی طرح ویدارنبھ کے متعلق بہت سی ہدایات جاری کر کے آخر لوں رقمطراز ہیں۔ صفحہ ۱۰۸۔ اے آدمی اُپدیش تین دن کے بھیتر اچارج و بالک کا پتا کرے۔ تت پسچات گھر کو چھوڑ کر گورو کل میں جائے۔

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ جس بالک کا ویدارنبھ سنسکار باقاعدہ ہو۔ وہ اوستاد یا والد سے اُپدیش سنکر بعد ازاں گورو کل جاتا ہے۔ یہ ثابت ہی کیا جا چکا ہے۔ کہ ویدارنبھ سنسکار محض برہمن وغیرہ تین اوپر ورنوں کے لئے ہے۔ نہ کہ شودر وغیرہ اقوام کے لئے۔ لہذا برہمن وغیرہ ہی گورو کل جا سکتے ہیں۔ شودر گورو کل کے ابتدائی سنسکار ویدارنبھ سے ہی باہر ہیں۔ پھر وہ گورو کل میں کیسے جا سکتے ہیں۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں تو شودروں کی گورو کل کو روانگی درج کر دی۔ لیکن سنسکار ودھی میں جب عملی قواعد تحریر کرنے پڑے تو شودروں کو قطعی نظر انداز کر دیا۔

سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۷ نمبر ۱ میں رقمطراز ہیں۔

ویدکی کرم بھیہ پنتر پڑھنا اور دوجنم نامہ کاریہ سریر سنکارہ پاونہ بیر پتیہ چھیج (منو ۲-۲۶)

اسی واسطے واجب ہے۔ کہ ویدوں میں بیان کئے ہوئے باثواب علموں سے براہمن کشتری اور ویش اپنے بچوں کا نشیک وغیرہ سنسکار کریں۔ جو اس جنم اور دوسرے جنم میں پاک کرنیوالے ہیں۔ (منو ۲-۲۶)

کیشانتاہ کھوڈشے ورشے براہمن اُس برھتیہ راجنیہ بندھور دوبنشے۔ ویش دوددکے تاہ۔ (منو ۲-۶۵)

(براہمن کشتری اور ویش کس عمر میں قرار دیئے جاویں)

نمبر ۱۲۔ برہمن کے سولھویں۔ کشتری کے بائیسویں۔ ویش کے چوبیسویں سال میں "کیشانت کرم"۔ (بال اتارنا یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھ کر باقی ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور کبھی نہ رکھنا چاہیئے۔ اور اگر ملک سرد ہو تو اپنی مرضی ہے کہ جتنے چاہے بال رکھے۔ اور اگر بہت گرم ملک ہو۔ تو چوٹی سمیت سب کٹوا دینے چاہئیں۔ کیونکہ سر پر بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ ڈاڑھی مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہو سکتا۔ اور جوٹھ بھی بالوں میں رہ جاتی ہے۔ (منو ۲-۶۵)

رم یہاں صاف فرمایا ہے۔ کہ برہمن کشتری اپنے بچوں کا مونڈن وغیرہ سنسکار کرائیں۔ بیشک کسی خیر خواہ نے باثواب علموں سے اضافہ فرما دیا ہے۔ مگر تاہم یہ فقرہ سوامی جی کے خیالات کو کماحقہ واضح کر رہا ہے۔ کہ برہمن۔ کشتری۔ ویش اپنے بچوں کا سنسکار کروائیں۔ گویا شودر اپنے فرزند کا سنسکار نہ کرائے۔ جب ایسا ہی ہوا۔ تو شودروں کے بیٹے اعلیٰ فرقہ جات میں کبھی بھی شامل نہ ہو سکیں گے۔ اگر اس فقرہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں برہمن کشتری یا ویش کا بچہ اعمال سے برہمن وغیرہ ہو۔ وہ سنسکار کرائے۔ تو کیا شودر کا بیٹا باالحاظ اعمال برہمن وغیرہ نہیں ہوتا۔ یہاں صاف درج ہے۔ کہ دوجوں کو سنسکار کرنا چاہیئے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ یہاں دوج لفظ کس کے لئے ہے۔ بیٹا تو ابھی دوج بنا ہی نہیں۔ کیونکہ مندرجہ بالا تحریر میں سوامی جی نے یہ عمر ابھی برہمن کشتری۔ ویش ورن کے قرار دینے کی فرمائی ہے۔ گویا اس سے پیشتر اولاد برہمن وغیرہ دونوں میں شامل نہیں تھی۔ بس یہاں یہ فقرہ کہ دوج اپنے بچوں کا سنسکار کرا دیں۔ صاف طور پر واضح کر رہے ہیں۔ کہ یہاں دوج لفظ والدین کے لئے ہے۔ جس سے حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ برہمن کشتری والدین اپنی اولاد کا سنسکار کرائیں۔ شودر کوئی اور گھوڑ ڈھونڈیں۔ نیز یہاں ایک اور بھی راز افشا ہوتا ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے یہاں شمولیت ورن کے لئے سولہ ۱۶ بائیس ۲۲۔ چوبیس ۲۴ سال کی عمر مختلف طور پر فرمائی ہے۔ اب اسی کے متعلق ان کی کچھ اور تحریر دیکھ لیجئے۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شایع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال سبل سرخی اور ابتدائے موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اعلیٰ عہ قسم دوم ۸ر قسم سوم عہ فی تولہ عہ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کیطرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ جسکی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں اس کے لئے مفید ہے ٭

سست ہضمیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم اور ریاح دافع بواسیر وجذام واستسقاء وزردی رنگ وتنگی نفس وحق وخیوخیت وفساد بلغم وقاتل کرم شکم مقت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل بول وسیلان منی وپیوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کے ساتھ قسم اول عہ قسم دوم ۸ر فی تولہ

کلاہ اور لنگیان

ہر قسم لنگیاں شہدی۔ پشاوری اور بادامی سیاہ۔ سفید۔ ماشی۔ ریشمی سوتی بٹری صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ٭

احمد نور کابلی۔ مہاجر۔ سوداگر۔ قادیان

KHILAFAT LIBRARY

نئی ایجاد سیویاں بنانیکی مشین

پہلی مشینوں کی طرح ڈنڈا لگا کر میدہ ڈالنا نہیں پڑتا۔ بلکہ اس کے باہر سے میدہ دیتے اور ہینڈل پھیرتے جاؤ۔ ایک گھنٹہ کے اندر دو سیر میدہ کی سیویاں بن جاتی ہیں۔ اور جوان سے بچہ تک بآسانی چلا سکتا ہے۔ بدیں خیال کہ امیر غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت بھی بہت تھوڑی یعنی صرف عہ علاوہ محصول رکھی ہے۔ وزن صرف ایک سیر۔

موٹی اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب ہمراہ ارسال ہوگی۔ تاجروں کے واسطے خاص رعایت ہے ٭

نوٹ خریدار اپنا پتہ صاف لکھیں۔

منشی فضل کریم احمدی قادیان ضلع گورداسپور

۹۱ نوٹ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۶ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے دس شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پتہ لکھنے پر جنتری بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

۹۲ کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۶ء کی دس شریف لکھے پڑھے آدمیوں کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلا قیمت بھیجی جاتی ہے

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے زرین کا استعمال ہر طرح سے نافع ہے بہت سے لوگ اس سے مستفیض ہو چکے ہیں یہ بیش بہا طلا ہم آزمایتاً ایک شیشی صرف ۸ر کو دیتے ہیں معجون طلسمی اس کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر اعلیٰ قوت پیدا ہوتی ہے اور جسم توانا ہو جاتا ہے قیمت فی بکس عہ ر طلا طلسمی یہ کمزوری دور کرنے کیلئے بے نظیر چیز ہے خواہ کسی باعث سے ہو اعصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں قیمت فشیشی عہ ر

سرمہ سلیمانی:۔ اس کے استعمال سے دھند۔ جالا۔ پھولا ضعف بصارت۔ موتیا بند وغیرہ دور ہو جاتا ہے قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں اور مسوڑھوں کی بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

پلیگ سے کیوں ڈرتے ہو

سوائے اور سب بیماریوں کے اس سے ڈرنے کا سبب یہ ہے کہ آجتک لاکھوں انسان اس موذی عارضہ کے پنجہ ظلم سے ہلاک ہو چکے ہیں گاؤں کے گاؤں اجاڑ ہو گئے شہر کے شہر تباہ ہو گئے اس وجہ سے اس کے نام ہی سے دہشت ہوتی ہے پلیگ میں مبتلا ہونیکے بعد بھی کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن بنظر حفظ ماتقدم ڈاکٹر ایس کے برمن کی پلیگ روکنے والی گولیاں منگوا کر ضرور رکھیں ان گولیوں کے استعمال سے جسم کے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں اور نہ ان کا زہر اثر کر سکتا ہے وقت پر ان گولیوں کے استعمال سے ہزاروں انسان پلیگ سے محفوظ رہتے ہیں آپ بھی غافل نہیں رہیں ایک گولی روزانہ ٹھنڈے پانی کیساتھ نگل جاؤ۔ بچوں کو نصف یا چوتھائی قیمت ۳۶ گولیوں کی ڈبیہ ۸ر ۶۰ گولیوں کی ڈبیہ ۱۲ر محصول ڈاک ایک سے دو ڈبیہ تک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

روگ کا گھر کھانسی اور مہاراجہ صاحب کا شکریہ

مہاراجہ صاحب والئے ریاست۔ بولانگر ضلع جبل پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کیلئے میں نہایت مشکور ہوں اس دوا سے میری کھانسی بالکل دفع ہو گئی ہے مجھے سات خوراک سے زائد پینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی اسوجہ سے دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں بلغم کے دفعہ کرنے اور کھانسی کے دور کرنے کے لئے یہ ایک ہی دوا ثابت ہوئی قیمت شیشی کلاں عہ ر شیشی خورد ۸ر

محصول ڈاک شیشی کلاں ۶ر شیشی خورد ۴ر

ادویات ہر ایک جگہ دوکانداروں سے اور ہمارے ایجنٹوں سے ملیگی ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

امرت دھارا کی ہر شیشی میں صحت مجسم موجود ہے

KHILAFAT LIBRARY

امرت دھارا

مرض نام کی دشمن ہے۔ اندر جاتے ہی یہ فوراً اس جگہ پہنچ جاتی ہے جہاں کوئی مرض ہووے۔ اور آناً فاناً میں مرض کی اصل وجہ کی بیخ کنی میں لگ جاتی ہے۔ یہ ہی اس کے صحت مجسم ہونے کا راز ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ کس طرح ایک ہی دوائی اس قدر بیشمار امراض اور مختلف امراض کا علاج ہے۔ مگر جسنے ایکبار اسکو آزمایا ہے۔ ہمیشہ کے لئے اس کے مداحوں کے زمرے میں شامل ہوا کیونکہ

اسکی ایک ایک بوند میں صحت موجود ہے

بیس ہزار معزز شہریوں کی رائے ہے

کہ امرت دھارا نہ صرف ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں بچوں جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں حکمی علاج ہے۔ بلکہ امراض چرند و پرند و مال مویشی کو بھی مفید ثابت ہوئی ہے اور یہ دوائی ہمیشہ سفر و حضر میں پاس رکھنی چاہیے خرچ سے بچاتی ہے اور کوئی بال بچوں والا گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہیے کیونکہ وقت بے وقت یہ تکلیف۔ دکھ۔ تشویش اور خرچ سے بچاتی ہے۔ امرت دھارا سالہائے کی محنت کا پھل ہے۔ جو پرماتما نے نہایت مہربانی سے کوی و نود وید بھوشن

پنڈت ٹھاکر دت شرما وید ایڈیٹر دیش ایکارک و مصنف رسالہ جات طبی کو عطا فرمائی ہے

اس کا نسخہ سوائے ہمارے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ معمولی نقلیں ادھر اُدھر سے مشہور ہو رہی ہیں

احتیاط رکھیں

کہ آپکو اصل کی بجائے نقل نہ مل جاوے۔ ہمیشہ امرت دھارا پر اس پورے نام کو اچھی طرح پڑھکر دوائی خریدیں۔ کیونکہ دھوکے بازوں نے پبلک کو دھوکا دینے کے واسطے بہت ملتے جلتے نام رکھ لئے ہیں۔ امرت دھارا کو اگر آپنے کبھی نہیں آزمایا ہے تو ایک بار ضرور آزماویں مفصل حالات کیواسطے رسالہ امرت مفت منگوا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں قیمت امرت دھارا عطر کی شیشی نصف شیشی عطر نمونہ کی شیشی ۸ر

قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنے (ریلوے)
نصف شیشی عطر نمونہ صرف آٹھ آنے (ریلوے)

المشتہر مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون لاہور
امرت دھارا اسٹریٹ۔ امرت دھارا پوسٹ آفس۔

خط و کتابت و تار کا اتنا پتہ کافی ہے
امرت دھارا لاہور